پیش لفظ

حضراتِ محترم! کائنات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وقتاً فوقتاً ہدایت کے لئے پہلے تو نبی بھیجے اور نبی الاخرزماں احمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کیساتھ ہی نبوت کے دروازے بند کردیئے۔اس کے بعد سرکار کی ظاہری باطنی تعلیمات کی روشنی میں خلفائے راشدین، امام الواصلین، مقتدا کاملین کا دورشروع ہوتا ہے جوامت کی رہبری فرماتے ہیں۔اسکے بعد ولایت کا دورشروع ہوا جوآج تک جاری ہے۔

ہر دور میں امت کی رہبری واصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندے مبعوث کرتا ہے۔جواپنے ظاہری وباطنی تصرفات کے ذریعہ امت کے بھٹکے لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ابتداء میں تواکثر بندے دنیا سے ناطہ توڑ کر اپنے حقیقی رب سے ناطے جوڑنے دنیا سے دور عبادات، ریاضات، مجاہدات کے لئے جنگلوں میں نکل جاتے ہیں۔تاکہ دنیا کا کوئی عمل ان کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے ان میں بعض تو اسی کے حصول میں اپنی زندگی جنگلوں کی نذر کر جاتے ہیں اور کچھ خاص بندوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ تکمیل کے بعد شہروں میں خلق خدا کو ظاہری وباطنی فیض پہنچانے کے لئے تعینات فرمادیتا ہے۔تکمیل کے بعد جب بندہ کسی بندے پر کامل نگاہ ڈالتا ہے تو اس کی تقدیر بدل ڈالتا ہے۔انہی اللہ کے بندوں میں انجمن سرفروشان اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ حضرت سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی مدظلہ العالی بھی ہیں۔جنہوں نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ روحانیت کے حصول اور تکمیل کے لئے جنگلوں میں گزارااور جب خلق خدا کو فیض پہنچانے پر تعینات کئے گئے تو مختصر عرصے میں بیشمار خواتین وحضرات کی زندگی میں انقلاب ہی نہیں بلکہ مردہ قلوب کو ایک ہی قلندرانہ کامل نگاہ کے ذریعہ زندہ کر کے ذکر اللہ میں جاری وساری کر ڈالا۔قصہ مختصر یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حاضرنظر کتابچہ میں قبلہ عالم حضرت سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی مدظلہ العالی نے ہماری دیرینہ خواہش اور بے حد اصرار پر اپنی روحانیت کے حصول پرمبنی اپنی یادداشتیں محفوظ کرائیں اور تاکہ طالبین حق اور معتقدین اسے پڑھ کر رہنمائی ہی نہیں بلکہ اس سے صحیح معنوں میں مستفیض ہوسکیں۔دعا ہے اللہ تعالی حضرت سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی مدظلہ العالی کو عمر درازعطا فرمائے اور تادیران کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم فرمائے اور ہمیں ان سے صحیح معنوں میں مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

صدرومرکزی ناظم اعلیٰ

انجمن سرفروشانِ اسلام (رجسٹرڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب سنِ بلوغت کو پہنچا، تو فقیری کا شوق انتہا کو پہنچ چکا تھا۔لیکن سیرابی کسی طریقہ سے نہ ہو رہی تھی۔دن رات بابا گوھر علی شاہؒ کے مزار پر بیٹھا درود شریف پڑھتا رہتا۔جتنے نوافل پڑھے جاسکتے پڑھ لیتا تہجد بھی پڑھتا لیکن جس راستے کی تلاش تھی اس کا نام ونشان نہ ملتا۔

ہماری برادری کے ایک پولیس انسپکٹر جو پیر صاحب آف دیول شریف کے مرید تھے مجھے مشورہ دیا کہ یہ راستہ بغیر مرشد کے طے نہیں ہوسکتا، پہلے کسی کا دامن پکڑو اور میں پیر صاحب آف دیول شریف سے بیعت ہو گیا انہوں نے نماز پڑھنے کی تاکید کی اور ایک تسبیح اللہ ھو پڑھنے کی بتائی اور جب بھی تنہائی ملتی اللہ ھو پڑھتا رہتا۔تقریباً ایک سال بعد نمازیں بھی ختم ہو گئیں اور وہ اللہ ھو بھی بے کیف رہ گیا، اپنے آپ کو کولھو کے بیل کی طرح پایا جو سارا دن پٹی باندھے سفر کرتا رہتا۔سمجھا بہت دور پہنچ گیا ہوں جب پٹی کھلی تو وہیں موجود تھا، اب پیر صاحب سے بدگمانی ہونے لگی۔ان کے باقی مریدوں سے ملا کوئی پانچ کوئی چھ سال سے ان کے مرید تھے۔طوطے کی طرح اللہ ھو پڑھتے رہتے لیکن کسی کو محفل حضوری نصیب نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی ذکر قلب تک پہنچا۔البتہ وہ نماز روزہ کے پابند ہو گئے تھے۔پیر صاحب سے بیعت توڑنے کو کہا۔کہنے لگے بیعت کیوں توڑتا ہے۔میں نے کہا میری پیاس نہیں بجھی اور اب گولڑہ شریف میں قسمت آزمانا چاہتا ہوں۔انہوں نے کہا قادری مرید چشتی سلسلہ سے فیض حاصل نہیں کرسکتا۔میں نے کہا میری قسمت اور بیعت ٹوٹ گئی۔اب گولڑہ شریف صاحبزادہ معین الدین صاحب سے بیعت ہوا۔انہوں نے نماز کے ساتھ ایک تسبیح درود شریف کی بتائی میں نے کہا کوئی ایسی عبادت بتائیں جو میں ہر وقت کرسکوں۔بقول اس آیت کے کہ جب نماز پڑھ لو میرے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔اٹھتے بیٹھتے حتیٰ کہ کروٹیں لیتے بھی انہوں نے کہ تو کس زمانے میں ایسی بات کرتا ہے ایسے طالب ختم ہو گئے۔جا نماز پڑھ گناہوں سے توبہ کر۔ایک تسبیح روزانہ درود شریف پڑھا کر، ماں باپ کی خدمت کر رزق حلال کھا اور ہمارے آستانے میں بھی حاضری دیا کر۔بس یہی کافی ہے میں نے کہا نماز بھی پڑھتا ہوں۔درود شریف کی بھی کئی تسبیحاں پڑھتا ہوں لیکن پیاس نہیں بجھتی۔انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور بے رخی سے دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد آستانہ سے اٹھ کر چلے گئے۔میں نے یہی سمجھا کہ ان کے پاس بھی ظاہری لبادہ ہے ورنہ طالب سے اس طرح کوئی بے رخی نہیں کرتا اور بیٹھے ہی بیٹھے وہاں سے بھی بیعت ٹوٹ گئی۔

اب میں ہر وقت پریشان رہتا کہ کوئی ایسا رہبر مل جائے جس سے سکون قلب میسر ہو۔میرے ایک دوست جو تصوف سے کچھ واقفیت رکھتے تھے مجھے ایک دوست کے پاس لے گئے وہ درویش لمبا چوغہ پہنے ہوئے تھا۔جب ہم وہاں پہنچے تو ان کے خلیفہ نے گرم گرم دودھ کے گلاس پیش کیئے۔کچھ امید قائم ہوگئی تھوڑی دیر تک فقیری کی باتیں ہوتی رہیں منزل سامنے نظر آنے لگی اتنے میں انکے خلیفہ نے حقہ آگے بڑھایا۔فقیر نے لمبے لمبے کش لگائے اور چرس کی بو سارے کمرے میں پھیل گئی۔میں جلدی جلدی کمرے سے باہر نکل گیا۔وہ دوست بھی پیچھے پہنچ گیا اور سمجھانے لگا کہ ان فقیروں کی اپنی اپنی رمزیں ہوتی ہیں۔یہ چرس ان کے لئے حلال ہے بلکہ جس کو یہ پلا دیں اس کا بھی بیڑا پار ہے۔میں نے کہا نشہ حرام ہے اور مجھے اس کی بو سے نفرت ہے۔جب خدا نمازوں،روزوں اور تسبیحوں سے نہ ملا تو چرس پینے سے کیا امید ہوسکتی ہے۔اس نے ایک شعر پڑھا

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

بلکہ ایک ہی کش سے پہنچا دیتے ہیں

میں نے کہا میرا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ اللہ والا ہے۔اس نے کہا پھر تیری قسمت ہی خراب ہے۔

کچھ دنوں کے بعد نواب شاہ سے ایک رشتہ دار آگئے۔ان سے تفصیلی بات ہوئی انہوں نے کہا کیا خبر تیری قسمت میں کامیابی ہے یا نہیں،خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کررہا ہے۔تو جام داتار کے دربار پر چلا جا۔وہ زندہ پیر ہیں تجھے اپنی مہم کا اشارہ ہو جائے گا۔میں جام داتار کے دربار پر پہنچا جمعرات کا دن تھا۔رقاصائیں سندھی زبان میں کچھ پڑھ کر ناچ رہی تھیں۔سب زائرین بچے،جوان،بوڑھے ان ہی کی طرف متوجہ تھے،میں نے عشاء کی نماز پڑھی کچھ نوافل پڑھے اور تھکن کی وجہ سے جلدی نیند آگئی رات کا کوئی حصہ تھا،کسی نے مجھے جگایا دیکھا تو ایک بزرگ سامنے کھڑے تھے۔ان کے قریب دو آدمی اور بھی تھے جو صرف ایک ایک دھوتی پہنے ہوئے تھے۔بزرگ نے کہا ان کے ساتھ جاؤ اور مسواکیں کاٹ لاؤ۔میں ان کے دو آدمیوں کے ساتھ قریبی جنگل میں چلا گیا اور جھال کی مسواکیں توڑنے لگا۔تھوڑی دیر میں سیر سوا سیر کی لکڑیاں اکٹھی کرلیں۔دوسرے ساتھی مجھ سے زیادہ توڑ چکے تھے۔کہنے لگے انہیں اٹھاؤ اب واپس چلتے ہیں،انہوں نے فوراً اٹھا لیں۔میں نے بڑی کوشش کی لیکن اٹھا نہ سکا۔حیران تھا کہ دو من کی بوری اٹھا لیتا ہوں لیکن یہ معمولی سا وزن کیوں نہیں اٹھ رہا۔میری پریشانی پر وہ لوگ ہنسے اور کہنے لگے مرشد تو ہے نہیں اور فقر کے لئے نکل پڑا۔یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور میں نے اپنی ناکامی کا اشارہ پا کر بھی واپس لوٹنا نہ چاہا سوچا مرشد

ابوبکر حواریؒ کا بھی نہیں تھا وہ کیسے کامیاب ہوئے جب گھر سے نکل پڑا تو پوری قسمت آزمالے اور درود شریف پڑھتا ہوا آگے کی طرف جنگل ہی جنگل میں چل پڑا نہ منزل کا پتہ کہ کہاں جانا ہے بس دل میں یہی بات ہے کہ جہاں بھی جائے گا زمین اسی رب کی ہے جس کی تلاش میں نکلا سات آٹھ سوکھی روٹیاں میرے پاس ہیں جوتے، قمیض، بنیان اتار کر پھینک دیئے، کمر میں ایک دھوتی ہے اور قرآن مجید گلے میں لٹکا ہوا ہے کئی دن سے سفر جاری ہے۔ کسی جگہ نماز پڑھی جا رہی ہے کسی جگہ نوافل ادا ہو رہے ہیں اور کسی جگہ تلاوت کی جا رہی ہے۔ بھوک کا نام ونشان مٹ گیا۔ عادتاً دو چار نوالے سوکھی روٹی کے چبا لیتا ہوں۔ عجب مستی ہے سمجھتا ہوں کہ فقیر بن گیا۔ آزمائش کے لئے چڑیوں کو حکم دیتا ہوں۔ ادھر آؤ۔ وہ نہیں آتیں۔ پھر کہتا ہوں اچھا مر جاؤ۔ وہ نہیں مرتیں پھر سمجھتا ہوں کہ ابھی فقر ادھورا ہے۔

آج عصر کی نماز کے بعد جب سفر شروع ہوا تو ایک گدھا میرے بائیں جانب میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ میں نے اسے نظر انداز کر دیا کہ خود ہی تھک کر الگ ہو جائے گا۔ لیکن جب سے وہ ساتھ لگا خیالات بدلنا شروع ہو گئے کہ رات آنے والی ہے ۔جنگل میں پتہ نہیں کیسے کیسے درندے ہوں گے ،ابھی تیرا حکم چڑیاں بھی نہیں مانتیں تو ان درندوں سے کیا نمٹے گا۔ وہ تجھے کھا جائیں گے اور تو دھوبی کے کُتے کی طرح نہ دین کا نہ دنیا کا اسی طرح مارا جائے گا۔ بڑی مشکل سے ان خیالات پر قابو پاتا ہوں، پھر ایک شعر کانوں میں گونجتا ہے۔

درد دِل کے واسطے پیدا کیا انسان
ورنہ اطاعت کو کچھ کم نہ تھے کرّ وبیاں

اب اس شعر کے بارے میں بار بار سوچتا ہوں اتنے میں میری نظر گدھے پر جا پڑی وہ مجھے دیکھ کر ہنستا ہے میں پریشان سا ہو گیا کہ یہ کیسا گدھا ہے جو ہنس رہا ہے۔ اب وہ مجھے آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے اور آواز بھی آتی ہے کہ میرے اوپر سوار ہو جاؤ میں ہٹتا ہوں اور بچتا ہوں پھر گدھے کے ہونٹ ہلتے ہیں جیسے کچھ پڑھ رہا ہو جوں جوں اس کے ہونٹ ہلتے گئے میں اس کی طرف کھنچتا گیا اور آخر خود بخود اس کے اوپر سوار ہو گیا وہ گدھا تھوڑی دیر بھاگا اور پھر ہوا میں اڑنے لگا۔ میں نے باقاعدہ راوی، چناب کے دریا عبور کرتے دیکھا، اپنے گاؤں کے اوپر بھی پرواز کی ،یعنی اس گدھے نے پورے پاکستان کی سیر کرا دی اور پھر مجھے وہیں اتارا جہاں سے اٹھایا تھا۔ اب فقیری کے سب نشے ہرن ہو چکے تھے۔ اپنی حالت اور حماقت پر غصہ آ رہا تھا۔ میں جلد اپنے وطن پہنچ کر دنیا کے عیش چکھنا چاہتا تھا۔ میں جلدی جلدی قدموں سے جام داتارؒ کے دربار کی طرف رات دن سفر کر کے پہنچا۔ میرے

بہنوئی میری تلاش میں وہاں پہنچ چکے تھے۔ مجھے اس حالت میں دیکھا پوچھا کیا ارادہ ہے میں نے کہا بس منزل پالی ہے اب واپس چلتے ہیں۔

اس دن کے بعد یعنی بیس سال کی عمر سے بتّیس 32 سال کی عمر تک اسی گدھے کا اثر رہا۔ نماز وغیرہ سب ختم ہوگئی۔ جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہوسکتی۔ پیروں فقیروں اور عالموں سے چڑ ہوگئی اور اکثر محفلوں میں ان پر طنز کرتا۔ شادی کرلی تین بچے ہوگئے اور کاروبار میں مصروف ہوگیا۔ زندگی کا مطلب یہی سمجھا کہ تھوڑے دن کی زندگی ہے عیش کرلو۔ فالتو وقت سینماؤں اور تھیٹروں میں گزارتا، روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے حلال وحرام کی تمیز بھی جاتی رہی۔ کاروبار میں بے ایمانی، فراڈ اور جھوٹ شعار بن گیا یہی سمجھئیے کہ نفس امارہ کی قید میں زندگی کٹنے لگی۔ سوسائٹیوں کی وجہ سے مرزائیت اور کچھ وہابیت کا اثر ہوگیا الحمدُ للہ یہ اثرات اب زائل ہوچکے ہیں۔

نواب شاہ میں میری چھوٹی بہن رہتی تھی۔ اس کی بڑی لڑکی (عمر پندرہ سولہ سال) کو دورے پڑنے شروع ہوگئے ہاتھ پاؤں اکڑ جاتے اور زور سے چیخیں مارتی اور کبھی دوران دورہ گھر والوں سے باتیں کرتی۔ اپنا نام اور مذہب کچھ اور بتاتی۔ گھر والے پہلے ڈاکٹروں کی طرف رجوع ہوئے، جب کوئی آرام نہ ہوا تو عاملوں کو بلایا۔ انہوں نے کہا زبردست قسم کی دیوی ہے جو ہمارے بس سے باہر ہے۔ ایک دن دورے کی حالت میں لڑکی نے کہا ملتان شاہ شمسؒ کے دربار پر لڑکی حاضری دو تب چھوڑیں گے۔ اس کی والدہ لڑکی کو ملتان دربار پر لے گئی۔ حاضری کے بعد بڑی بہن کے گھر چلی گئی جو ملتان کے قریب ایک گاؤں میں آباد تھے۔ رات کو لڑکی کو وہاں دورہ پڑا اور اسی طرح کا دورہ بڑی بہن کی لڑکی کو بھی پڑا۔ وہ گھبرائیں اور صبح دونوں بچیوں کو راولپنڈی لے آئیں۔ میں نے ساری کیفیت پوچھی اور کہا کہیں اچھے ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں۔ اثر وغیرہ سب بنی بنائی باتیں ہیں میرا خیال تھا کہ یہ ہسٹریا کا مرض ہے جسے عامل حضرات جنّات کا مرض کہہ دیتے ہیں میں دونوں لڑکیوں کو ایک دوست ڈاکٹر کے پاس لے گیا اور اس نے بھی یہی کہا ہسٹریا ہے ان کی شادی کردو۔ اس نے انجکشن لگانا چاہا تو ایک لڑکی کا رنگ لال ہوگیا۔ کہنے لگی ڈاکٹر تب مانوں انجکشن لگاؤ اور بازو آگے کردیا۔ ڈاکٹر نے انتہائی کوشش کی لیکن سوئی گوشت میں نہ جاسکی۔ ایسے لگتا کہ بازو پتھر کے ہوگئے۔ ڈاکٹر نے گھبراتے ہوئے کہا کہ انہیں کسی پیر فقیر کے پاس لے جاؤ۔ یہ کوئی دوسری بات ہے میں نے پوچھا کہ کیا تم بھی جنات جادو اور آسیب وغیرہ کے قائل ہو۔ اس نے کہا کہ جادو کے متعلق تو پہلے پارے میں تصدیق ہے۔ جنات کا ذکر سورۃ جن میں ہے اور آسیب کے متعلق ایک آیت سنائی جس کا ترجمہ ہے کہ شیطان انسان کو آسیب سے پاگل

کر دیتا ہے۔اس نے بتایا کہ لالہ زار میں سائیں اسلم ہے اسکو دکھا دو۔بچیوں کو گھر لے آیا اور سوچتا رہا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔جنات اس کے جسم میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں۔یہ ناممکن ہے لیکن وہ ٹیکہ کی سوئی گوشت میں داخل کیوں نہ ہوئی۔

رات کو دونوں بچیاں سو گئیں اور میں بیٹھ کر ان کی حفاظت کرنے لگا کیونکہ کبھی ان کو دورہ پڑتا اور کبھی وہ چیختی چلاتی باہر کو دوڑتیں۔رات کا تقریباً ایک بجا ہوگا میں نے دیکھا کہ ایک آگ کا شعلہ آیا اور ایک بھانجی کے سینے میں داخل ہو گیا اور اس کو دورہ پڑ گیا۔صبح ہی صبح بچیوں کو سائیں اسلم کے پاس لے گیا اس نے اپنی ہتھیلی پر پھونک ماری اور ہتھیلی میں دیکھ کر ان کے گھروں کے نقشے اور جس طرح یہ بیمار ہوئیں اور جن جن درباروں پر حاضریاں دیں سب کچھ بتا دیا۔حتیٰ کہ اسنے میرے گاؤں والے مکان کا نقشہ بھی بتا دیا۔لڑکیوں کو سامنے بٹھایا کچھ پڑھ کر پھونک ماری۔لڑکیوں کی آواز اور رنگ بدل گئے۔ان سے کہا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ایک نے کہا میں دیوی ہوں اور دوسری میری بہن ہے۔سائیں اسلم نے بچیوں کو ڈنڈوں سے خوب مارا انہوں نے آئندہ نہ آنے کی قسم کھائی اور کلمہ پڑھ لیا۔پانچ دن تک بچیاں ٹھیک رہیں اور پھر وہی حالت ہو گئی۔ان مشاہدات سے میرا دھیان پلٹ چکا تھا۔دوبارہ سائیں اسلم کے پاس لے گئے اس نے کہا کہ گھر کے اندر مائی صاحبہ کے پاس لے جاؤ۔مائی صاحبہ نے ایک سفید رنگ کا تکیہ سامنے رکھا۔اس پر کچھ پڑھا تو ایک سفید ریش بزرگ کا سایہ نمودار ہوا۔ہم سے پوچھا کسی کو کچھ نظر آتا ہے۔میں اور میری ایک بھانجی نے سر ہلایا۔مائی نے کہا انہیں سلام کہہ کر اپنی کہانی سناؤ۔یہ بری سرکارؒ ہیں مجھے صرف دکھائی دیتے رہے اور یہ بھی محسوس ہوتا رہا کہ کچھ باتیں کر رہے ہیں اور ہاتھ اور سر بھی ہلتے نظر آئے لیکن بھانجی سے تفصیل سے بات ہوئی۔انہوں نے کہا، ریاض کے کاروبار میں جو نقصان ہو رہا ہے وہ بھی جادو ہی کی وجہ سے ہے اور کہا ملتان والی کو جلد آرام آ جائے گا لیکن تم کو بیماری کے لئے اور ریاض کو کاروبار کے لئے سات جمعرات تک ہمارے پاس دربار پر آنا پڑے گا اور اتنے ہی چکر مائی صاحبہ کے دربار پر جوروات کے پاس ہے لگانے پڑیں گے۔اسی دن کے بعد ملتان والی بھانجی ٹھیک ہو کر ملتان چلی گئی ہم ماموں بھانجی درباروں کے طوافوں میں لگ گئے۔جب ہم بری سرکارؒ یا دوسرے بزرگ کے مزار پر جاتے دل ہی دل میں السلام علیکم کہتے اور دل ہی دل میں وعلیکم السلام، جواب مل جاتا اور کبھی تربت کی چادر پر اور کبھی دیوار پر مجھے بزرگ کا عکس کا نظر آتا ۔مسکراتے اور غائب ہو جاتے۔اب مجھے دربار والوں سے محبت ہو گئی تھی۔کام کاج میں بھی خیال ان ہی کی طرف رہتا۔ہر وقت ولیوں سے متعلقہ کیسٹیں سنتا رہتا اور جو جذبہ اور شوق بارہ سال پہلے تھا دوبارہ ابھر آیا۔

ایک رات دیکھا کہ ایک سفید رنگ کی روشنی کار کی بتیوں کی طرح تیز کمرے میں پھیلی جب کہ سردیوں کا موسم تھا اور کمرہ

چاروں طرف سے مکمل بند تھا۔ میں اور میرا بھائی عمر تقریباً ۱۸ سال اور میری بیوی کمرے میں سو رہے تھے بھائی ڈر کر چیخنے لگا اور بیوی بھی گھبرائی اور میں بھی حیران تھا کہ یہ روشنی کہاں سے آئی اور ایک لمحہ کے بعد کہاں چلی گئی میں ابھی سوچ رہا تھا کہ کمرہ پھر منور ہوا۔ روشنی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی تھی منٹ آدھ منٹ کے بعد ختم ہوگئی اس روشنی کے بعد مجھے سخت بخار ہوگیا اور چارپائی بھی ساری رات لرزتی رہی۔ دوسری رات تقریباً اسی وقت روشنی میں ایک بزرگ نظر آئے مجھ سے مخاطب ہوئے اور کہا۔ بیٹا اب تمہارا وقت آچکا ہے ہوشیار ہو جاؤ۔ باقاعدہ نماز شروع کرو۔ گناہوں سے تائب ہو جاؤ روزانہ بعد نماز مغرب کسی شیریں چیز پر اولیاء انبیاء کی ارواح کے لئے فاتحہ پڑھا کرو تا کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ادا ہو اور فرش پر سویا کرو۔ میں نے ان نصیحتوں پر دل سے عمل شروع کر دیا۔

وہ بزرگ اکثر نظر آتے رہتے۔ کبھی بات کرتے اور کبھی بغیر بات کے غائب ہو جاتے ایک دن میں بری سرکارؒ کے مزار پر گیا وہی بزرگ ایک سائے کی شکل میں چادر پر بیٹھے نظر آئے۔ ہر سوال کا جواب تسلی بخش دیا۔ اب مجھے یہ یقین ہو چکا تھا کہ بزرگ بری امامؒ کی روح مبارکہ ہے یہ باتیں میرے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی معلوم ہوئیں کوئی کہتا صحیح ہوگا۔ اکثر فراڈ ہی سمجھتے۔ میرے محلّہ میں ایک نوجوان لڑکی چند ماہ سے پاگل ہوگئی تھی نہ ڈاکٹروں اور نہ ہی عاملوں کے تعویزات سے اثر ہوتا۔ میرے ماموں شش و پنج میں تھے مجھے ان کے گھر لے گئے اور کہا اپنے بزرگ کو بلاؤ تا کہ لڑکی ٹھیک ہو جائے۔ ان کا مطلب تھا کہ اس طرح حق و باطل کا پتہ چل جائے گا۔ وہی سایہ میرے سامنے آیا لڑکی پر دم کیا اور پانی بھی دم کر کے دیا اور لڑکی ٹھیک ہوگئی۔ اسکے بعد ایسے مریض آنا شروع ہوگئے جنہیں شفاء ہو جاتی اور میری انڈسٹری کا کاروبار بھی خوب چمکنے لگا، تقریباً ایک سال کے بعد اس سایہ نے حکم دیا کہ اب تزکیۂ نفس کے لئے تین دن کے اندر اندر دنیا چھوڑ دو۔ حکم کو تیسرا دن تھا رات کے بارہ بج رہے تھے بیوی کو ایک نظر سر سے پاؤں تک دیکھا سب سے لاڈلے بچے کو آخری بوسہ دیا اور آنکھوں میں آنسو لئے ہوئے دھیرے دھیرے قدموں سے نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوا قدم لڑکھڑا رہے تھے اتنے میں ایک ٹیکسی قریب آ کر رکی پوچھا کہاں جانا ہے میں نے کہا جی ٹی ایس کے اڈے پر، ٹیکسی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور میں اپنے آبائی شہر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر آباد کہہ رہا تھا۔ داتا صاحبؒ اور پھر سخی سلطان باھُوؒ کے دربار پر گیا اور ان ہی کے حکم کے مطابق نور الہدیٰ خریدی اور پھر سہون شریف کے لئے روانہ ہوگیا۔ بس کے طویل سفر میں نور الہدیٰ کو پڑھتا رہا اس کی ہر سطر میرے دل میں اثر کر رہی تھی، ایک جگہ پر لکھا تھا کہ جو اس کتاب کو پڑھ کر بھی واصل باللہ نہ ہوا کم بخت بے نصیب ہے اور میں اب دوبارہ اپنے نصیبوں کو آزمانے کے لئے ایک سہارے

کے ساتھ جا رہا تھا کسی اسٹاپ پر بس رکی میں پانی پینے کے لئے ایک ہوٹل میں گیا میں نے دیکھا میرا منہ بہت لمبا ہوگیا ہے اپنی ٹھوڑی اور ہونٹ دکھائی دینے لگے۔قدم ادھر ڈالتا ادھر پڑتا لوگ مجھے عجیب نظروں سے دیکھتے اور میں بھی سمجھ چکا تھا کہ یہ کتاب پڑھ کر واقعی دیوانہ جسم ہوگیا ہوں۔میں نے سوچا اب تو دنیا میں رہنے کے قابل بھی نہ رہا۔ ہر شخص اس عجیب شکل اور عجیب چال پر مذاق اڑائے گا۔ایسے جانوروں کا ٹھکانہ جنگل ہی ہے۔سکھر تک بس کا سفر کیا اب ریل سے سہون شریف جانا تھا۔ریل میں اونگھ آگئی دیکھا سامنے لال شہباز قلندرؒ کا روضہ ہے۔میں وہاں کھڑا ہوں اور ایک پگڑی سر پر باندھی جا رہی ہے اور جب سہون پہلی مرتبہ میں پہنچا تو بالکل وہی روضہ نظر آیا، مغرب کا وقت ہے لوگ رقص کر رہے ہیں اور اپنے حال سے بے خبر لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔کان میں آواز آئی شہبازؒ کے عاشقوں کا یہ حال ہے اور تو اللہ کے عشق کا دعویدار ہے۔اسٹیشن کے سامنے والی پہاڑی پر چلا جا اور جو طریقہ ''نورالہدیٰ'' میں لکھا ہے اسی طریقہ سے تصور سے اسم ذات کا ذکر کر۔میں اسی وقت پہاڑی کی طرف چلا گیا اور اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہوگیا۔دوران ذکر اونگھ آگئی دیکھا کہ محفل لگی ہوئی ہے کئی بزرگ بیٹھے ہیں ایک بزرگ جن کا جسم موٹا دراز قد اور دراز مونچھوں والے میری طرف اشارہ کر کے پنجابی زبان میں کہتے ہیں۔

اسیں آں قلندر دیوانے لجپال دے

جسم میں لرزش اسی روشنی والی رات ہی سے شروع تھی اور دل کی دھڑکن سخی سلطان باھوؒ کے دربار سے ہی نمایاں ہوگئی تھی اور آج وہی دھڑکن اللہ ھُو میں تبدیل ہوگئی تھی میں اپنی قسمت پر بہت خوش تھا اور جس راز کو بچپن ہی سے درباروں غاروں اور جنگلوں میں ڈھونڈ رہا تھا اپنے قلب میں پایا۔تین دن تک شرابی کی طرح پہاڑی پر لطف اندوز ہوتا رہا۔نہ گرمی کی پرواہ اور نہ ہی بھوک پیاس کی چاہ رہی۔رمضان کا مہینہ تھا روزوں کا خیال آیا۔سحری کو اسٹیشن چلا جاتا اور افطاری کے لئے سامان خرید کر لے آتا۔شروع شروع میں اس پہاڑی پر ڈر لگتا تھا لیکن کچھ ماہ بعد خوف بالکل ختم ہو چکا تھا۔میری آنکھیں اندھیرے کی عادی ہوگئی تھیں۔رات کو دور تک ہر چیز دیکھ سکتا تھا کبھی کبھی قریبی دریا پر نہانے کے لئے چلا جاتا اور واپسی پر اسٹیشن سے چنے وغیرہ خرید لاتا۔رات ہر حالت میں اس پہاڑی پر گزارتا۔ ہر رات کچھ نہ کچھ کشف ضرور ہوتا اور دل کی دھڑکن بھی اسم اللہ کے ساتھ تیز ہوتی رہتی۔ایک رات میرے قریب کافی کُتے پہنچ گئے اور بھونکنا شروع کر دیا۔کاٹنے کے لئے دوڑتے لیکن قریب آکر رک جاتے پھر گھنگھرو کی آواز چاروں طرف سے آنے لگی اور پھر میرے اوپر پتھر برسنا شروع ہوگئے اور میں چپ چاپ دبکا رہا کچھ پتھر لگے اور کچھ اوپر سے گزر گئے۔آج سارا دن اسٹیشن پر بیٹھا رہا لیکن رات کو پہاڑی پر جانے سے ڈر لگ

رہا تھا۔ پھوسوچا اللہ ھُو کرنا اور موت سے ڈرنا یہ تو توکل کے خلاف ہے اور پہاڑی پر چلا گیا۔ آج کی شب جب سورۃ مزمل کی تلاوت کرر ہا تھا میں نے دیکھا فجر کا سماں پیدا ہو گیا اور پہاڑی کے اردگرد بے شمار کرسیاں بچھ گئیں اور پھر ان کرسیوں پر بے شمار بزرگ عربی لباس میں ملبوس رونق افروز ہوئے۔ تیرہ آدمی میرے قریب کھڑے کر دیئے گئے اور ایک صدا آئی آج چناؤ ہونے والا ہے۔ وہ آدمی مجھ سے عمر میں کافی بڑے تھے کسی نے صرف کپڑے کی دھوتی اور کسی نے درختوں کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ عرصہ سے جنگلوں میں چلّے اور وظیفے کرر ہے ہیں۔ میں اپنے آپ کو ان کے سامنے مکھی کی مانند سمجھ رہا تھا اور ان نورانی شکلوں میں کھڑا ہونے سے بھی شرم آ رہی تھی۔ اتنے میں آسمان سے بجلی کی مانند ایک لمبی رو آئی اور میرے جسم پر آن گری حاضرین حیران تھے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کل کا آیا ہوا پرانوں پر سبقت لے جائے ان تیرہ آدمیوں کے منہ سے نکلا شاید کچھ بھول ہوگئی اتنے میں دوبارہ رو آئی اور میرے جسم پر آن گری۔ ان تیرا آدمیوں میں سے کسی نے غصہ سے کسی نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور چلے گئے اس واقعہ کے بعد میرا جسم سخت بھاری ہو گیا اور میں بغیر مشق کئے لیٹ گیا۔ بال بال سے اللہ ھو کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ حتیٰ کہ دل سے ایسی سُریلی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی بچہ اللہ ھو پڑھ رہا ہے میں جس سمت دیکھتا لفظ ''اللہ'' لکھا نظر آتا اور اب دل پر بھی خوشخط سنہری لفظوں میں لفظ ''اللہ'' نظر آیا۔ بے اختیار زبان سے سبحان اللہ نکلا۔ آج کے بعد کئی قسم کی مخلوق اور کئی بزرگوں کی ارواح مجھے دیکھنے کے لئے آتے۔

ایک صبح جب رفع حاجت کے لئے پہاڑی سے نیچے اترنے لگا دیکھا بے شمار موٹے موٹے سیاہ رنگ کے چیونٹے میرے اردگرد دائرہ بنائے بیٹھے ہیں میں حیران تھا کہ ان سے کس طرح گذر کے جاؤں یہ پاؤں کو کاٹیں گے اتنے میں ایک موٹا سا مکوڑا اپنی جگہ سے ہلا اور میری طرف مخاطب ہوا۔ آواز آئی ڈرو نہیں ہم تمہاری حفاظت کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔ میں نے کہا تم ننھی ننھی جانیں میری کیا حفاظت کرو گے۔ اس نے کہا یہاں سانپ بچھو اور زہریلے کیڑے بہت زیادہ ہیں ہم ان سے بخوبی نپٹ سکتے ہیں اس کے بعد انھوں نے میرے گزرنے کا راستہ چھوڑ دیا۔ کسی کسی دن یہ مکوڑے بھی میرا احصار کرتے۔

شروع میں پہاڑی پر جب اسم ذات کی مشق کرتا تو مجھے کئی بزرگ اپنے پاس کھڑے یا بیٹھے نظر آتے کچھ بہت ہی خوبصورت قسم کی عورتیں آتیں اور ان کو جھک کر سلام کرتیں۔ ان کے ہاتھوں میں گول قسم کے پنکھے ہوتے اور وہ ان بزرگوں کو جھلتی رہتیں لیکن جب وہ عورتیں میرے سامنے آتیں تو اکڑ کے مسکرا کے گزر جاتیں اور مجھے اپنی کمتری کا سخت احساس ہوتا۔ اس برقی رو کے بعد دوسری رات بھی وہ عورتیں آئیں جب قریب سے اترا کر گزر رہی تھیں تو آواز آئی اس کو اللہ نے عزت دی ہے تم بھی اس

کی تعظیم کرو اور اس آواز کے ساتھ وہ کمر تک جھک گئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں۔ جب کبھی دل پریشان ہوتا یا بال بچوں کی یاد ستاتی تو وہی عورتیں ایک دم ظاہر ہو جاتیں۔ دھمال کرتیں اور پھر کوئی نعت پڑھتیں اور وہ پریشانی کا لمحہ گزر جاتا اور کبھی جسم میں درد ہوتا تو وہ آ کر دبا دیتیں۔ جس سے مجھے کافی سکون ملتا۔ یاد رہے یہ سب ناسوتی واقعات پیش کیئے جا رہے ہیں۔ حالات بالا اور راز بالا کی اجازت نہیں ہے۔

اب سردیوں کا موسم آ چکا تھا اس وجہ سے لعل باغ کا اشارہ ہوا عصر کے وقت لعل باغ پہنچا، حالات اور جگہ کا جائزہ لیا ایک گول سا مٹی کا چبوترہ تھا اس کے اوپر ایک درخت جھکا ہوا تھا اور اشارہ بھی اسی درخت کے نیچے بیٹھنے کا تھا۔ باغ کے کونے میں ایک جھونپڑی تھی جہاں ایک ادھیڑ عمر کی عورت کچھ سی رہی تھی۔ دوسری طرف ایک اور بزرگ عمر تقریباً 100 سال بیٹھے ہوئے تھے میں نے ان سے باغ کے حالات معلوم کیئے اور کہا کچھ دن اس چلہ گاہ میں عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ بزرگ نے کہا میں چالیس سال سے چلے کاٹ رہا ہوں، گھر بار چھوڑا، اناج چھوڑا، مٹی کھائی، معدہ کو خراب کیا لیکن فقیری نہیں ملی۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی جوانی برباد نہ کرو۔ جا کے ماں باپ کی خدمت کرو اور بچوں کی پرورش کرو۔ بس یہی فقیری ہے، ہر شخص قلندر نہیں بن سکتا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ چلہ گاہ بہت سخت ہے یہاں کئی لوگ عبادت کی غرض سے آئے ایک رات بھی چلہ گاہ میں نہ ٹھہر سکے کئی کو جانی نقصان ہوا۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ چلہ گاہ میں داخل ہونا چاہا لیکن سخت اندھیرا اور بزرگ کی باتوں کا خوف رکاوٹ بن گیا چلہ گاہ سے دور ریت پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اللہ ھُو کی مشق شروع کر دی۔ جب دو زانوں بیٹھے تھک گیا آلتی پالتی بیٹھ گیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ کوئی چیز رانوں پر رینگ رہی ہے آنکھیں کھولیں، دیکھا ایک لمبا موٹا سیاہ رنگ کا سانپ رانوں سے گزر رہا تھا آدھا گزر چکا تھا اور باقی میرے دیکھتے دیکھتے گزر گیا۔ مجھے لرزہ طاری تھا کہ یہ اگر کاٹ لیتا تو کیا ہوتا آواز آئی بچانے والا جب یہاں بچا سکتا ہے تو چلہ گاہ میں بھی بچا سکتا ہے۔ میں فوراً اُٹھا اور چلہ گاہ میں اسی درخت کے نیچے بیٹھ کر پھر مشق شروع کر دی۔ میرے پاس پانچ صد روپے بچے ہوئے تھے کچھ اس عورت کو اور کچھ دوسرے فقیروں کو بانٹ دیئے۔ کبھی کوئی چائے کی پیالی پلا دیتا اور کبھی کوئی کھانا کھلا دیتا۔

آج بھوک بہت ستا رہی ہے پیٹ میں بل پڑ چکے ہیں اور پیٹ سے آواز آتی ہے ہائے بھوک، ہائے بھوک اور سر میں بھی بھوک کی وجہ سے درد ہو رہا ہے۔ دوپہر کو کچھ زیارتی ایک بس پر باغ میں آئے انہوں نے کسی مراد کے پورا ہونے پر پلاؤ کی دیگ

خیرات کرنی تھی۔میرے سامنے بکرا کٹا چاول بھگے ۔آگ جلی اور پلاؤ تیار ہو گیا۔اب وہ لوگ اپنے آدمیوں کو مٹی کی پلیٹوں میں ڈال کر دینے لگے اتنے میں ایک کٹورا اٹھائے ہوئے میں بھی پہنچ گیا۔میرا خیال تھا کہ خیرات غریبوں مسکینوں کے لئے ہوتی ہے اوراس وقت میں بھی کسی مسکین سے کم نہیں تھا۔جو شخص دیگ پر کھڑا تھا مجھے سختی سے ڈانٹ دیا اور کہا جہاں بھی جاؤ یہ مانگنے والے پہنچ جاتے ہیں۔میری صورتِ حال دیکھ کر ایک شخص کو ترس آ گیا اور بڑی حلیمی سے کہنے لگا کہ سامنے بیٹھ جاؤ ہمارے آدمی کھالیں اگر کچھ بچ گیا تو تمہیں دے دیں گے اور میں اپنے نفس کو برا بھلا کہتا وہاں سے چل دیا لیکن اتنی بے عزتی کے بعد بھی بھوک نہ مٹ رہی تھی۔تب میں نے پیلو کے پتے کھانے شروع کر دیئے۔وہ کڑوے تھے لیکن پھر بھی کافی مقدار میں کھا گیا۔اب پتوں کی وجہ سے زبان پر چھالے پڑ گئے ۔تیسرے دن مستانی نے کچھ سوکھے ٹکڑے دیئے۔لیکن چبائے نہ جاسکے۔مستانی کا حال بھی میری ہی طرح تھا،اگر کوئی زیارتی دو چار روپے دے جاتا تو وہ دوکان سے آٹا چینی لے آتی اور جب کہیں سے کچھ نہ ملتا تو بھوک ستاتی ۔دو تین دن تک تو برداشت کرتی آخر گودڑی اٹھاتی اور کسی نہ کسی گاؤں سے ٹکڑے مانگ لاتی جس سے میرا کام بھی چل پڑتا۔میں نے وہ ٹکڑے ایک درخت کی جڑ میں رکھ دیئے اور رات کو چلّہ گاہ میں چلا گیا۔آج بھوک کی وجہ سے ذکر انفاس صحیح طور پر نہ ہوا۔صبح زبان قدرے بہتر نظر آئی ۔جب درخت کی طرف گیا تو ٹکڑے کوئی کُتا لے گیا تھا۔بڑاافسوس ہوا۔اب مستانی کی جھونپڑی کی طرف گیا مستانی عیدمنانے کے لئے علی الصبح ہی بھٹ شاہ چلی گئی تھی۔جھونپڑی میں تلاش کیا کہ شاید کچھ کھانے کو مل جائے لیکن کچھ بھی نہ ملا۔آج عید کا دن تھا سخی شہباز قلندرؒ کے پروانے عیدمنانے کے لئے باغ میں جمع ہو رہے تھے اور رنگ برنگے کھانے تیل کے چولہوں پر پکنا شروع ہو گئے۔میں ایک کونے میں بیٹھا یہ تماشا دیکھ رہا تھا نفس کہتا عید کا دن ہے کچھ تو مانگ کر کھلا دے اور مجھے دیگ والوں کی بات یاد آ گئی ۔نفس کو کہتا اللہ کو غیرت پسند ہے صبر کر۔سامنے ایک جوان سی عورت سوّیاں پکا رہی تھی اور میری نظروں کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ کہتے ہیں عورت کی چھٹی حس بہت تیز ہوتی ہے۔وہ سمجھ گئی اور اپنی پانچ چھ سالہ بچی کو ایک پلیٹ میں سوّیاں ڈال کر مجھے بھیجیں۔میں کھا بھی رہا تھا اور رب کا شُکر بھی ادا کر رہا تھا کیونکہ دو سال میں پہلی دفعہ مجھے سوّیاں نصیب ہوئی تھیں ۔ان سوّیوں کے ذائقہ کے بعد نفس میں دوبارہ جان آ گئی اور اب بھوک کی طلب پہلے سے بڑھ گئی۔تھوڑے بہت پتے چبالئے جاتے کیونکہ مستانی ایک ہفتہ تک واپس نہ آئی تھی بھوک کی وجہ سے آج سخت کمزوری محسوس کر رہا ہوں ،سر کا درد بھی زوروں پر ہے ۔سوچا اس سے بہتر ہے کہ مر ہی جاؤں۔سر کو پتھر مارنا شروع کر دیا کہ کسی طریقہ سے پھٹ جائے لیکن نہ سر پھٹا اور نہ ہی میں مرا۔ہوا تیز چل رہی تھی اور میں بڑا سنبھل سنبھل کر چلّہ گاہ کی طرف جا رہا تھا کہ کمزوری کی

وجہ سے کہیں اُڑ نہ جاؤں۔ چلّہ گاہ میں بیٹھا حسبِ معمول فاتحہ پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص آ کر قریب ہی بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں کٹے ہوئے سیبوں کی پلیٹ تھی۔ میں نے پلیٹ پہچان لی، یہ وہی پلیٹ تھی جسمیں سیب کاٹ کر میں راولپنڈی میں فاتحہ دیا کرتا تھا۔ اس نے پلیٹ میرے ہاتھوں میں دی اور کہا یہ سیب حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے بھیجے ہیں اور کہا ہے کہ تم حالتِ خوشی میں ہم کو یاد کیا کرتے تھے اور آج حالتِ غمی میں ہم نے تم کو یاد کیا ہے۔ میں نے وہ سیب کھا لئے اور کئی سال ایسے لگا جیسے پیٹ بھرا ہوا ہے۔ کھانا ملتا تو کھا لیتا ورنہ بھوک نہ لگتی۔ ایک دن پتھریلی جگہ پر پیشاب کر رہا تھا، پیشاب کا پانی پتھروں پر جمع ہو گیا اور ویسا ہی سایہ مجھے پیشاب کے پانی میں ہنستا ہوا نظر آیا، جس سائے سے مجھے ہدایت ملی تھی۔ میری اس وقت کیا حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں جس کو ایک روحانی چیز سمجھتا تھا، جس کے حکم کے مطابق گھر بار چھوڑا، ماں باپ، بیوی بچوں کی محبت کو ٹھکرایا، آج میں اس سے بدگمان ہو چکا تھا۔ اگر وہ سایہ رحمانی ہوتا تو ناپاک جگہ کیوں نظر آتا۔ یہی خیال اور یقین تھا کہ یہ کوئی شیطانی روح ہے جو تیرے ساتھ لگ گئی اور تجھے بالکل برباد کر کے اپنا اصل دکھایا۔ اسم اللہ بھی رگ رگ میں بس چکا تھا اور اس کو بھی چھوڑنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ جب دل کی طرف دیکھا تو سوچا اسی سائے کی وجہ اور مدد سے میں اس قابل ہوا لیکن پھر وہ بات سامنے آ جاتی ، سمجھ میں نہ آتا کیا کروں۔ آخر اپنی سابقہ زندگی کا بغور مطالعہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اس سایہ کے لگنے سے پہلے تیرا ہر قدم گناہوں میں تھا۔ رب کو بھولا ہوا تھا رب اور اس کے حبیب ﷺ سے تجھے کوئی محبت نہ تھی اب اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے عشق میں روتا ہوں گناہوں سے نفرت ہے، نماز تلاوت اور ذکر و فکر میں دل جمعی ہے گویا سایہ شیطانی ہی سہی لیکن اس کی وجہ سے تجھے ہدایت ہوئی اب اس سایہ سے کوئی مطلب نہ رکھ بلکہ ہدایت سے مقصد ہے۔ عبادت کے لئے نماز روزہ نوافل تلاوت اور اذکار کافی ہیں ہدایت کے لئے نور الہدیٰ کافی ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد میں دوبارہ مضبوط ہو گیا اسکے بعد وہ سایہ چلہ گاہ میں نظر آیا لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور پھر وہ بھی نظر آنا بند ہو گیا اب یہی خواہش ہے کہ کسی طرح سے حضور پاک ﷺ کا دیدار ہو جائے، رات کا پہلا ہی حصہ تھا دیکھا کہ ایک سانولے رنگ کا آدمی سر سے ننگا میرے سامنے موجود ہے گلے میں ایک تختی پر بغیر زیر و زبر کے محمد لکھا ہوا ہے آواز آئی یہی رسول اللہ ہیں۔ سجدہ تعظیمی کر لو۔ میرے ذہن میں سوال ابھرا رسول اللہ ﷺ تو نوری ہیں، یہ سانولے کیوں ہیں جواب آیا تیرا دل ابھی سیاہ ہے۔ سیاہ آئینے میں سفید بھی سیاہ ہی نظر آتا ہے بات سمجھ میں آئی اُٹھنا چاہا لیکن معلوم ہوا کہ جسم پر سخت گرفت ہے اور وہی سایہ سر پر مسلط ہے۔ قدم بوسی کا لمحہ گزر گیا دل میں سخت ملال ہے اور اس سایہ پر بڑا غصہ آ رہا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ سایہ کو خوب گالیاں بکوں لیکن یہ بھی خیال آتا ہے کہ اس سے ہدایت بھی ہوئی

اورخون جگر پی کر رہ جاتا ہوں وقت گزرتا گیا اسم ذات کے ذکر قلبی روحی سری وغیرہ ہوتے رہے۔ایک دن ذکر جہر کی ضربیں لگا رہا تھا دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا موٹا تازہ کُتا سانس کے ذریعے باہر نکلا اور بڑی تیزی سے بھاگ کر دور پہاڑی پر بیٹھ کر مجھے گھورنے لگا اور جب ذکر کی مشق بند کی تو دوبارہ جسم میں داخل ہوگیا۔اب دوران ذکر گاہے بگاہے میں اس کُتے کو دیکھتا۔کچھ عرصہ کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کافی کمزور ہو چکا تھا۔ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہ جسم سے نکلتا لیکن کمزور ہونے کی وجہ سے بھاگ نہ سکتا۔اللہ ھُو کی ضربوں سے اس طرح چیختا چلاتا جیسے اسے کوئی ڈنڈوں سے مار رہا ہو۔اب کئی دنوں سے اس کا جسم سے نکلنا بند ہو گیا تھا لیکن دورانِ ذکر ناف کی جگہ بچے کی طرح رونے کی آواز آتی کہ ہائے میں مر گیا ہوئے میں جل گیا۔تقریباً تین سال بعد جہاں سے رونے کی آواز آتی اب کلمہ کی آواز آنا شروع ہوگئی اور دن بدن یہ آواز بڑھتی گئی ناف کی جگہ ہر وقت دھڑکن رہتی جیسا حاملہ کے پیٹ میں بچہ ہو۔ایک دن ذکر میں مشغول تھا جسم سے پھر کوئی چیز باہر نکلی دیکھا تو ایک بکرا میرے سامنے ذکر سے جھول رہا تھا کبھی وہ بکرا میرے جسم میں داخل ہوجاتا اور کبھی میرے ساتھ ساتھ رہتا۔

کچھ ماہ بعد اس بکرے کی شکل بدلنا شروع ہوگئی کبھی تو وہ مجھے بکرا دکھائی دیتا اور کبھی میری شکل بن جاتا۔اب وہ میری شکل بن چکا تھا۔فرق صرف آنکھوں میں تھا اس کی آنکھیں گول اور بڑی تھیں میرے ساتھ ذکر میں بیٹھتا میرے ساتھ نماز پڑھتا اور کبھی کبھی مجھ سے باتیں بھی کرتا اور ایک دن اس نے اپنا سر قدموں میں رکھ دیا اور کہا اے باہمت شخص، جانتا ہے میں کون ہوں میں نے کہا خبر نہیں کہنے لگا میں تیرا نفس ہوں میں اور میرے مرشد نے تجھے دھوکہ دینے کی بہت کوشش کی لیکن تیرا مرشد کامل تھا جس نے تجھے بچالیا۔میں نے کہا میرا مرشد کون ۔اس نے کہا جس سایہ سے تجھے ہدایت ہوئی وہ تیرا مرشد تھا اور جس کی وجہ سے تجھے بدگمانی ہوئی وہ میرا مرشد ابلیس تھا جو تیرے مرشد کے روپ میں پیشاب میں نظر آیا جو مصنوعی ۔۔۔رسول۔۔۔۔بن کر آیا تھا وہ بھی میرا مرشد ہی تھا اور اس وقت جس نے تجھے سجدہ ابلیس سے بچالیا وہی تیرا مرشد تھا۔

آج آدھی رات ہوچکی ہے میں حسبِ معمول ذکر انفاس میں مشغول ہوں چلہ گاہ کے باہر گھنٹیوں کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں اور آہستہ آہستہ میوزک کی طرح بلند ہونے لگیں۔میں نے چلہ گاہ سے اُٹھ کر دیکھا پندرہ بیس لڑکیاں گول دائرے کی شکل میں رقص کر رہی تھیں جسم پتلے اور قد درمیانہ تھے پشت پر پرندوں کی طرح پر لگے ہوئے تھے جن کے اوپر بال تھے رقص بھی انوکھا اور مخلوق بھی عجیب تھی۔سماں بھی دن کی طرح ہو گیا تھا میں نے سمجھا پریاں ہیں اور ان کا رقص دیکھنے میں محو ہوگیا۔آواز آئی انہیں چھوڑ اور ذکر کر۔میں نے کہا ذکر تو روز ہی کرتے ہیں اور روز ہی کریں گے لیکن یہ رقص تو کبھی نہیں دیکھا اور شاید آئندہ بھی نہ دیکھ

پائیں۔ میں چاہتا تھا کہ ان کی شکل بھی صاف صاف نظر آئے میں دو قدم آگے بڑھتا ان کا دائرہ بھی دو قدم پیچھے ہٹ جاتا اور اسی طرح بڑھتے ہٹتے ہوئے اور ان کے چہرے کا تجسس لئے ہوئے میں باغ سے باہر نکل گیا اور پھر وہ مخلوق نظروں سے غائب ہوگئی۔ بڑے بڑے قد کے کالے آدمی میرے اوپر جھپٹے خوب مارا اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہوگیا جب سورج کی روشنی منہ پڑی تو ہوش آیا جسم سخت دکھ رہا تھا ہر ہڈی درد ظاہر کر رہی تھی سوچا اگر مر جاتا تو کیا ہوتا، وہ سائے جو ارد گرد منڈلاتے رہتے تھے آج وہ بھی کام نہ آئے ان پر توقع بیکار رہے میں اپنے آپ کو ایک ولی سمجھنا شروع ہوگیا تھا لیکن آج پتہ چلا کہ میں کچھ بھی نہیں خواہ مخواہ اتنا عرصہ ضائع کیا پھر وہی خیالات شروع ہوگئے دھوبی کا کُتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اگر تیرا مرشد کامل ہوتا تو ضرور مدد کو پہنچتا اور اس بزرگ کی بات بھی یاد آئی کہ ہر شخص قلندر نہیں بن سکتا، اب ماں، باپ اور بچے یاد آنا شروع ہوگئے۔ سوچا کہ کسی سے کچھ رقم مانگ کر نواب شاہ چلا جاؤں گا۔ وہاں رشتہ دار ہیں ان سے کرایہ لے کر پنجاب چلا جاؤں گا، چلہ گاہ میں ایک خادم بنام صالح محمد تھا وہ مجھ سے بہت عقیدت رکھتا اور ڈیوٹی والا فقیر سمجھتا۔ میری نظر اس پر تھی آج وہ چلہ گاہ میں نہ آیا۔ درد اور بدگمانی کی وجہ سے آج مجھ سے کوئی نماز ادا نہ ہوئی سارا دن مستانی کی جھونپڑی میں پڑا رہا حتیٰ کہ مغرب کی نماز کا وقت ختم ہوگیا اور پھر فاتحہ کا وقت بھی ختم ہونے لگا۔ آسمان پر اندھیرا چھا چکا تھا اچانک میری نظر شمال کی طرف آسمان پر پڑی تو کچھ عربی الفاظ نظر آئے۔ غور سے دیکھا تو الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون لکھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا، یہ جو آیت آسمان پر دکھائی گئی اللہ کے حکم سے ہوگی یعنی اللہ کی رضا ہے جب اللہ کی رضا ہے تو پھر ڈرکس کا ہمت کی اور چلہ گاہ میں پہنچ گیا۔ اب میرا توکل بجائے بزرگوں کے اللہ پر قائم ہو چکا تھا۔ ایک دن باغ میں لیٹ کر مراقبے کی کوشش کر رہا تھا، شش کار کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول کر دیکھا تقریباً ایک گز کا سانپ مجھے گھور رہا تھا اب وہ میری طرف بڑھا مجھے وہ آیت یاد آئی سوچا اس کی حقیقت کا تجربہ کیا جائے وہ بالکل میرے منہ کے قریب پہنچ گیا جونہی وہ ماتھے کو کاٹنے کے لئے لپکا میں نے آنکھیں بند کرلیں، ماتھے پر زبان لگائی اور پیچھے ہٹ گیا اور اس طرح تین دفعہ اس نے کاٹنے کی کوشش کی آخر چلا گیا اس واقعہ کے بعد میرا یقین بہت ہی پختہ ہوگیا تھا۔

رات کے تقریباً تین بجے ہوں گے ذکر کی مشق کے بعد کھڑے ہو کر درود شریف کا ورد کر رہا تھا۔ فجر کا سماں ہوگیا چشموں کی طرف سے بے شمار مرد اور بے شمار عورتیں قطار در قطار کھڑی ہیں، سوچتا ہوں کہ شاید آج کوئی مرتبہ ملنے والا ہے یہ لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہیں لیکن خیال آتا ہے کہ ان کی پشت میری طرف ہے یہ کسی اور کا انتظار کر رہے ہیں مغرب کی طرف سے ایک سبز رنگ کا روضہ اُڑتا آ رہا ہے اور جہاں وہ لوگ جمع ہیں وہیں اتر گیا۔ روضے میں سے ایک نورانی صورت نمودار ہوئی عورتوں

نے دیکھ کر جھومنا شروع کر دیا ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ یا نبیؐ سلام علیک یا رسولؐ سلام علیک مرد بھی جھوم رہے تھے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ رہے تھے اب وہ بزرگ مجمع سے گزر کر میری طرف بڑھے جوں جوں قریب آ رہے تھے خوشی سے آنسو جاری ہو گئے دیکھنے کی خواہش ہے لیکن نظر اوپر کو نہیں اُٹھتی نور ہے جسے آنکھوں کو دیکھنے کی تاب نہیں۔ نہ دیکھوں تو ارمان رہے اور دیکھوں تو جان جائے۔

جب تقریباً دس بارہ فٹ کے فاصلے پر پہنچے تو جسم جھومتے جھومتے بے قابو ہو گیا اور زمین سے تین چار فٹ اُٹھ گیا، یعنی ہوا میں جھوم جھوم کر درود شریف پڑھا جا رہا تھا۔ مستی کا عالم بڑھا بے ہوشی طاری ہونے لگی اور پھر جسم کے زمین پر گرنے کی آواز سنائی دی جب ہوش آیا تو وہ پورا علاقہ کستوری جیسی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ دوسری شب روضہ مبارک کی حاضری ہوئی جب دروازے سے اندر داخل ہوا تو دیواروں سے اتنا نور برس رہا تھا کہ آنکھیں اوپر اٹھائی نہ جا سکتی تھیں کچھ قدم آگے بڑھا لیکن تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے واپس آنا پڑا۔ تین دن بعد پھر روضہ مبارک کا دیدار ہوا۔ اب بھی دیواروں کی وہی حالت تھی لیکن آنکھوں میں کچھ تاب آ گئی تھی اس وجہ سے نظر حضور پاک ﷺ کے قدموں تک پہنچ گئی لیکن چہرہ مبارک کو نہ دیکھا جا سکا اور پھر کئی دنوں کے بعد آخر نظر چہرہ مبارک پر ٹک ہی گی پھر ایسی ٹکی کہ ہٹنے کا نام ہی نہ لیتی۔ مجبوراً واپسی ہوتی اور یہ شعر دل میں گونجتا رہتا۔

ہم مدینے سے اللہ کیوں آ گئے
قلب حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی

اس وقت چلہ گاہ پر کوئی چھت نہیں تھی رات کو بارش ہوتی رہی اور میں بھیگتا رہا۔ صبح مطلع صاف ہو گیا دل چاہتا ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ ایک کپ چائے ہی پلا دے۔ سامنے رمضان کا ہوٹل ہے چائے بن رہی ہے۔ لوگ پی رہے ہیں اور میں خیالات میں غرق ہوں کہ تیرے ماں باپ، بہن، بھائی، اولاد کاروبار سب کچھ ہے لیکن آج تیرے پاس ایک اُٹھنّی بھی نہیں کہ چائے کی پیالی پی سکے۔ مجھے اپنی بے بسی پر خیال آیا اور ساتھ دو چار آنسو بہہ گئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور زبان پر ہاتھ رکھ کر دعا کے لئے اشارہ کیا رمضان بھی پہنچ گیا۔ اس نے بتایا کہ ایک سال سے اس کی زبان بند ہے ہر علاج کیا ہر دربار پر گئے مگر زبان نہ کھل سکی میں نے ویسے ہی کاغذ پنسل منگوا کر آیت الکرسی لکھ دی کہ اسے پلا دو۔ وہ شخص پانی پیتے ہی بولنا شروع ہو گیا۔ اسی وقت لال باغ میں نعرے لگے اور چائے بسکٹوں کا ڈھیر لگ گیا اور میرے آنسو پھر جاری ہو گئے کہ اے مالک تیرا شکر ہے کہ ایک ناچیز بندہ کو اس قابل بنا دیا اس واقعہ کے بعد لوگ میری بہت عزت کرتے اور ضرورت کی ہر چیز بغیر طلب کے ملنا شروع ہو گئی چار سال

پھٹا پرانا جوڑا اترا اور نیا کرتا اور پاجامہ زیب تن ہوا۔ ہر ہوٹل والے کی خواہش ہوتی کہ چائے اور کھانا یہیں سے کھائے لوگ بھی دور دور سے دیکھنے کے لئے آتے۔ گھر کا دیسی گھی مکھن اور مٹھائی وغیرہ لے آتے۔

ایک رات چشموں کی طرف سے اللہ ھُو کی آواز آنے لگی سمجھا کوئی طالب اللہ ہوگا جا کر دیکھتے ہیں چاندنی رات تھی ایک ادھیڑ عمر کا آدمی اِدھر اُدھر سے بے خبر ذکر میں مشغول تھا، جب اللہ کہتا تو آسمان کی طرف ہاتھ پھیلاتا۔ جب ھُو کرتا تو دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ کی طرف لے آتا جیسے منہ میں کوئی چیز ڈال رہا ہو۔ میں کافی دیر تک اس انوکھے طریقے کو دیکھتا رہا اور پھر واپس چلہ گاہ میں آ گیا تھوڑی دیر میں قریبی مسجد سے فجر کی اذان بلند ہوئی مسجد میں گیا وہی رات والا ذاکر نماز پڑھ رہا تھا میں نے بھی جلدی جلدی نماز پڑھی تاکہ اس سے کچھ راز معلوم کر سکوں اس سے پوچھا آپ رات کو ذکر کر رہے تھے اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا یہ ذکر کتنے عرصے سے کر رہے ہیں۔ کہنے لگا بارہ تیرہ سال ہو چکے ہیں پوچھا یہ طریقہ کونسا ہے کہنے لگا جب ہاتھ اوپر اٹھایا تو تصور یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو پکڑ رہا ہوں جب ہاتھ منہ کی طرف لایا تو تصور یہ ہوتا کہ اللہ میرے منہ میں چلا گیا ہے۔ پوچھا یہ طریقہ کس نے سکھایا اس نے کہا ایک ملنگ ملا تھا اس نے اس طرح بتایا پوچھا کوئی کامیابی ہوئی کہنے لگا دل تک تو ابھی ذکر نہیں پہنچا لیکن اتنا ضرور ہوا کہ جب خانہ کعبہ میں اذان ہوتی ہے تو مجھے یہاں سنائی دیتی اس نے بتایا کہ مچھیرا ہوں۔ ماچھی گوٹھ کے سامنے میری جھونپڑی ہے جس میں میرے بیوی بچے موجود ہیں۔ میں دن کو مچھلیاں پکڑتا ہوں اور رات کا اکثر حصہ اسی طرح ذکر میں گزارتا ہوں تین ماہ کی بات ہے میری کشتی میں ایک خوبصورت عورت اکیلے میں بیٹھ گئی میں نے بے خودی سے اس کی انگلی پکڑ لی اس واقعہ کے بعد وہ اذان کی آواز ختم ہوگئی میں تو یہی سمجھا کہ بارہ سال کی محنت ایک پل میں ضائع ہوگئی اس کی آنکھوں میں آنسو آئے اور ایک طرف چل دیا۔

لال باغ میں دن کو زائرین آتے اور رات کو طالب اپنی قسمت آزماتے۔ ایک رات جب کہ میں اپنے ذکر میں مشغول تھا چلہ گاہ سے باہر حق اللہ کی صدا بلند ہوئی تھوڑی دیر تک حق اللہ ہوتا رہا پھر ایسے لگا جیسے کوئی کسی کو ڈنڈے مار رہا ہو اور پھر گالیاں بکنے کی آواز آنے لگی ساری رات بے لطفی میں گزری۔ صبح جب چلہ گاہ سے باہر نکلا دیکھا کافی ضعیف آدمی لیٹا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر بیٹھ گیا اور اپنی طرف بلا لیا اور کہنے لگا تو ساری رات ذکر کرتا ہے کیا تجھے رکاوٹ نہیں ہوتی میں نے کہا پہلے تو کبھی نہیں ہوئی لیکن آج آپ کے آنے سے ہوئی، کیونکہ تم کبھی زمین پر ڈنڈے مارتے اور کبھی گالیاں دیتے تھے کہنے لگا بخدا میں تمہیں گالیاں نہیں دے رہا تھا بلکہ جب میں ذکر کرتا کچھ آدمی ڈنڈے لے کر آتے اور مجھے مارتے اور پھر میں ان کو اپنے ڈنڈے سے مارتا پھر وہ مجھے

گالیاں بکتے اور میں ان کو بکتا۔۔۔۔۔عرصہ چھ سال سے یہی حال ہے سوچا کہ چلہ گاہ پر قسمت آزماؤں لیکن کم بخت یہاں بھی پہنچ گئے۔ میں نے کہا کوئی مرشد پکڑ و جوان سے نمٹے کہنے لگا ظاہر میں تو کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو اس راستے پر چلا سکے۔ایک دن میں مرید ہونے کے لئے غار کے پاس والے مزار پر گیا۔راستے میں آواز آئی میں ہی تمہارا لئے کافی ہوں۔ میں نے سمجھا اللہ تعالیٰ کی آواز ہے اور پھر میں نے کبھی بھی مرشد کے بارے میں نہ سوچا۔تقریباً ایک ماہ تک بڑے میاں اسی طرح شور شرابا کرتے رہے ایک صبح دیکھا کہ بڑے میاں آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے ہیں ظہر تک اسی حال میں رہے لوگوں کا خیال تھا کہ دیدارِ الٰہی میں پہنچ گئے ہیں عصر کے وقت کچھ سائے نظر آئے جو بڑے میاں کو باندھ کر دریا کی طرف لے جا رہے تھے اور بڑے میاں کو دریا میں گرا دیا۔

لوگوں نے ان کو دریا سے نکالا ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ مجھے فوراً دربار شریف لے چلو۔ یہاں شیطانوں نے پریشان کر دیا ہے لوگ انہیں ٹانگے میں ڈال کر سہون شریف لے گئے اور بڑے دروازے کے نزدیک ہی ان کو لٹا دیا وہاں ان کی حالت کچھ سنبھلی لیکن شناخت کا مادہ ختم ہو گیا اور کچھ دنوں کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

ایک دن باغ میں ایک لمبا تڑنگا عمر رسیدہ شخص آیا اور مجھے گھورنے لگا اور پھر چشموں کی طرف چلا گیا۔تقریباً تین بجے شب وہ دوبارہ آیا۔اندھیرے میں اس کی آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں جوں جوں قریب آتا جسم میں سنسنی پھیل جاتی۔حتیٰ کہ بالکل ہی دو تین فٹ کے فاصلے پر آ گیا میں نے دیکھا کہ میرے سینے کے ذکر بہت ہی تیز ہو گئے اور سینے سے ایک سفید رنگ کا شعلہ نکلا جو اس کے جسم پر پڑا اور وہ اس شعلے کی تکلیف سے چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔اب اس نے پتھر اٹھا کر مجھے مارنے شروع کر دیئے۔ اب میری شکل کا ایک اور آدمی اس کے سامنے آ گیا اور میں اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ میرا کوئی جُسّہ تھا وہ آدمی کچھ پڑھ کر جُسّے پر پھونکتا تو آگ کے شعلے نکلتے اور جُسّے کو تکلیف ہوتی اور جُسّہ کچھ پڑھ کر اس پر پھونکتا تو اس کو تکلیف ہوتی۔تقریباً آدھ گھنٹہ ایسا ہوتا رہا اور پھر اس کے منہ سے لگا تار آگ نکلنا شروع ہو گئی اور جُسّہ فوراً کھجور کے درخت پر پرندے کی طرح اڑ کر بیٹھ گیا اس کے منہ کی آگ وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھی اس لئے اس نے درخت پر پتھر برسانا شروع کر دیئے اور کوئی بھی پتھر جُسّے کو نہ لگا۔حتیٰ کہ غصے میں آ کر اس نے درخت پر چڑھنا شروع کیا اور جب وہ جُسّے کے قریب پہنچا تو جُسّہ شاہین کی طرح آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ سارا کمال میرے ظاہری جسم کا ہے اور پھر حیرانی و پریشانی کی حالت میں وہ باغ سے باہر چلا گیا۔اس واقعہ کے بعد میرا جُسّہ کئی لوگوں کو ظاہر میں ملنا شروع ہو گیا۔لوگ مجھے سہون دیکھتے

جب لال باغ آتے تو یہاں بھی موجود پاتے اور پھر میری شکل کے نو (۹) انسان ظاہر ہوئے جب ذکر کرتا حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور جب نماز پڑھتا تو مقتدی بن جاتے ۔ جب میں سوتا میری حفاظت کرتے اور نماز کے لئے جگا دیتے اور بعد میں ان ہی جسّوں نے خدمت خلق کا کام انجام دیا، یعنی جنات کے مریضوں کے جنات پکڑتے ۔ کشف والوں کی رہبری کرتے اور میرے عقیدت مندوں کو خواب یا ظاہر میں میرا کوئی پیغام پہنچاتے ۔ جن لوگوں کا اسم ذات کا ذکر دیا جاتا ان کے دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ ملانے کی کوشش کرتے ۔ اس طرح ہزاروں کے قلب اسم ذات سے منور ہوئے ۔

ایک دوپہر کو میں چشموں کی طرف چلا گیا راستے میں ایک نوجوان عورت لیٹی ہوئی تھی ۔ اس نے مجھے بڑی عاجزی سے پکارا کہ سائیں بابا ادھر آؤ ۔ میں اس کے قریب چلا گیا اور پوچھا کہ تم اس ویرانے میں اکیلی کیوں اور کیسے آئی ہو ۔ وہ رونے لگی اور کہا میری کوئی اولاد نہیں ہے دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے ایک فرزند دے دے میں نے کہا میں ابھی دعاؤں کے قابل کہاں ہوا ۔ پھر کہنے لگی اچھا ہاتھ لگا کر دیکھو کہ پیٹ میں بچہ ہے یا نہیں ۔ میں نے کہا کسی عورت کو دکھانا کہنے لگی اس وقت تم ہی سب کچھ ہو اور پھر بانہوں سے لپٹ گئی اس کی آنکھیں بلور کی طرح چمک رہی تھیں اور میں بانہوں سے چھڑانے کی کوشش کرتا رہا لیکن اس کی گرفت سخت تھی ۔ آخر میں نے عاجزی سے کہا اے محترمہ مجھے چھوڑ دے ۔ میں اس وقت چلہ میں ہوں اور جلالی اور جمالی پرہیز کی وجہ سے دنیا کو چھوڑے ہوئے ہوں ۔ کہنے لگی مجھے اس سے کیا اور پھر گریبان بھی پکڑ لیا ۔ اتنے میں تین چار آدمی چشموں کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے اور اس نے مجھے چھوڑ دیا اور میں باغ میں واپس پہنچ گیا ۔ اب اس عورت نے بھی باغ میں ڈیرا لگا لیا دن کو میرے آگے پیچھے گھومتی رہتی لیکن رات کو کہیں نظر نہ آتی ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا ایک رات وہ چلہ گاہ میں پہنچ گئی اور مجھے چھیڑنے لگی ۔ پاس ہی قرآن مجید پڑا ہوا تھا ۔ اسے اٹھا کر پھینکنے لگی میں نے جلدی سے قرآن مجید اس کے ہاتھوں سے چھینا ۔ اب وہ مجھ سے لپٹنے کی کوشش کر رہی تھی اور میں اسے دھکے دے کر باہر نکالنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ اچانک اس کی صورت بدلنا شروع ہو گئی غور سے دیکھا بجائے ایک گوری نوجوان حسینہ کے کالی کلوٹی لاغر سی بڑھیا نظر آ رہی تھی جس کا چہرہ پچکا ہوا اور لمبے لمبے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے میں گھبرایا سردی کے موسم میں پسینہ چھوٹا خیریت اس میں سمجھی کہ چلہ گاہ سے بھاگ جاؤں ۔ بھاگا اور مستانی کی جھونپڑی میں چلا گیا ۔ مستانی ایک بڑی سی ریلی اوڑھے سو رہی تھی میں اس کی ریلی ہٹا کر اسکے قدموں کی طرف لیٹ گیا وہ عورت شیرنی کی طرح میرے پیچھے بھاگی ۔ جھونپڑی کیطرف بھی آئی مجھے کہیں نہ پا کر واپس چلی گئی اور اس واقعہ کے بعد دوبارہ کبھی بھی نظر نہ آئی ۔

تقریباً آدھ گھنٹہ بعد مستانی نے کروٹ بدلی اس کے پاؤں میرے سر کو لگے اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا ڈرو نہیں میں خود ہی ہوں ۔ کہنے لگی آج رات کیسے آ گئے میں نے کہا ویسے ہی۔ پھر پوچھا شاید سردی لگی ۔ میں نے کہا پتہ نہیں اس نے سمجھا شاید آج کی اداؤں سے مجھ پر قربان ہو گیا ہے اور میرے قریب ہو کر لیٹ گئی اور پھر سینے سے چمٹ گئی ۔ایک آفت سے بچا دوسری آفت میں خود پھنسا۔ میں نے ہٹنے کی کوشش کی ایسا لگا جسم میں جان ہی نہیں چپ چاپ لیٹا سوچتا رہا فقر کے لئے دنیا چھوڑی ۔لذات دنیا چھوڑے اپنی خوبرو بیوی چھوڑی ،جنگل میں ڈیرا لگایا لیکن شیطان یہاں بھی پہنچ گیا۔اب اللہ تعالیٰ ہی حامی و ناصر ہے کچھ دیر بعد صبح کی اذان ہوئی ،جسم کو زبردست جھٹکا لگا جیسے کسی نے بٹھا دیا ہو اس کرنٹ کو مستانی نے بھی محسوس کیا اور اس جھٹکے کے ساتھ مستانی کے ہاتھ بھی سینے سے ہٹ گئے اور میں چلہ گاہ میں چلا گیا۔

اب تھوڑا سا مستانی کا واقعہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلے دن جب لال باغ پہنچا تو کوئی خاص ریل پیل نہ تھی ، چلہ گاہ پر محکمہ اوقاف کا ایک خادم موجود تھا۔ مغرب کے وقت سب لوگ چلہ گاہ چھوڑ کر چلے گئے ۔ جب میں مغرب کی نماز اور فاتحہ سے فارغ ہوا تو وہی مستانی میرے پاس آئی اور بڑے اخلاق اور پیار سے کہا بھائی اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ ہم حاضر ہیں اور مجھے اپنی جھونپڑی میں لے گئی اور اُبلے ہوئے نمکین چاول کھانے کو دیئے اور پھر ایک بھنگ کا گلاس پیش کیا۔ جسے میں نے قبول نہ کیا۔ کہنے لگی تُو زیارتی ہے یا فقر کے لئے آیا ہے میں نے کہا فقر کے لئے آیا ہوں ۔ کہنے لگی فقیر لوگ بھنگ چرس پیتے ہیں ۔میں نے کہا یہ نشہ ہے جو شریعت میں حرام ہے کہنے لگی کیا تو نے حضرت خضرؑ اور موسیٰؑ کا واقعہ نہیں سنا۔ موسیٰؑ شریعت کے عالم تھے اور خضرؑ طریقت کے فقیر تھے جو موسیٰؑ کے نزدیک گناہ تھا وہ خضرؑ کے نزدیک کارِثواب تھا۔سن ہم فقیر اسے کیوں پیتے ہیں جب دنیا کا خیال اور عزیزوں کی یاد ستاتی ہے تو ہم بھنگ یا چرس پی لیتے ہیں ،ان کے پینے سے سب خیالات کافور ہو جاتے ہیں اور بس اللہ ہی یاد رہتا ہے دوسری بات لوگ ہمیں فقیر سمجھ کر ہمارے پیچھے لگ جاتے ہیں اور ہمارے اس فعل سے وہ متنفر ہو جاتے ہیں اور ہمیں بھی ملامت ملتی ہے جو ہمارے لئے سلامتی ہے قلندر پاکؒ نے میری ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ تم جیسے طالبوں کی خدمت اور رہبری کروں ۔ تیری ایک بیوی ہے جس کا رنگ سفید ہے اور جسم ذرا موٹا اور قد درمیانہ ہے تیرے تین بچے ہیں جن میں سے ایک کا تیرے آنے کے بعد انتقال ہو چکا ہے جس کی تجھے خبر نہیں ۔ تیرے مکان کے تین کمرے ہیں اور صحن میں شہتوت کا درخت ہے جو کمرہ مشرقی ہے اس میں بغیر داڑھی کے تیرا فوٹو لگا ہوا ہے۔ کیا اب بھی تجھے مجھ پر یقین نہیں ،کیا کچھ اور کہوں ۔ میں نے کہا بس اور سوچتا ہوا چلہ گاہ کی طرف چلا گیا کہ یہ عورت

تنہا بےخوف اس جھونپڑی میں رہتی ہے جبکہ چاروں طرف ویرانی اور سناٹا ہے اور جو کچھ اس نے بتایا ہے وہ بھی صحیح ہے۔صرف بچے کے انتقال کے بارے میں مجھے شک ہے یہ عورت چلہ گاہ کی خدمت بھی کرتی ہے۔یہاں استدراج کا کیا کام ضرور کوئی اللہ والی ہوگی۔میں دن کو کبھی کبھی اس عورت کے پاس چلا جاتا وہ بھی عجیب وغریب فقر کے قصے سناتی اور کبھی قہوہ اور کبھی کھانا بھی کھلا دیتی۔باغ میں آنے کے بعد اڑھائی سال بعد میری ملاقات سہون شریف میں ایک رشتہ دار سے ہوئی۔مختصر سی ملاقات میں انہوں نے بتایا تو یہاں فقیری ڈھونڈ رہا ہے گھر میں تیرا ماتم ہو چکا ہے۔تیری خالہ زاد بہن اور چھوٹا بچہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔تیرے ماں باپ،بہن بھائی سخت پریشان ہیں ہوسکتا ہے اسی ماہ تیری بیوی کا نکاح تیرے چھوٹے بھائی سے کر دیا جائے تُو گھر میں جا یا اپنی خیریت کی خبر دے۔کچھ گھر کی یاد دوبارہ آنے لگی اور مستانی پر بھی میرا پختہ یقین ہو گیا کہ اس نے بچے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا صحیح نکلا۔سہون شریف سے سیدھا مستانی کی جھونپڑی میں پہنچا اور لیٹ گیا۔اتنے میں مستانی باادب کھڑی ہوگئی اور مجھے بھی کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔میں بھی مستانی کی طرح باادب کھڑا ہو گیا مستانی نے کہا کہ قلندر پاکؒ اور بھٹ شاہؒ والے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ریاض کو گھر کی یاد ستارہی ہے۔کافی کوشش کرتا ہے کہ بھول جاؤں مگر بھول نہیں پاتا۔اس کو ایک گلاس بھنگ کا پلادو تاکہ ذہن سے سب خیال نکل جائیں اس کے بعد مستانی نے جھک کر سلام کیا اور بیٹھ کر بھنگ کوٹنے لگی۔اس کا خیال تھا یہ اب ضرور بھنگ پیئے گا لیکن وہ بھنگ کوٹتی رہی اور میں چلہ گاہ کی طرف چل دیا۔آج چلہ گاہ میں جب ذکر سے فارغ ہوا تو اونگھ آ گئی۔کیا دیکھتا ہوں ایک بزرگ سفید ریش چھوٹا قد میرے سامنے موجود ہے اور بڑے غصے سے کہہ رہا ہے کہ تُو نے بھنگ کیوں نہیں پی۔میں نے کہا شریعت میں حرام ہے۔اس نے کہا شرع اور عشق میں فرق ہے کوئی بھی نشہ جس سے فسق وفجور پیدا ہو بہن بیٹی کی تمیز نہ رہے خلق خدا کو بھی آزار ہو واقعی وہ حرام ہے اور جو نشہ اللہ کے عشق میں اضافہ کرے،یکسوئی قائم رہے خلق خدا کو بھی تکلیف نہ ہو وہ مباح بلکہ جائز ہے۔پھر اس نے کہا قرآن مجید میں صرف شراب کے نشے کی ممانعت ہے۔جو اس وقت عام تھی بھنگ چرس کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا صرف علماء نے اس کے نشے کو حرام کہا ہے اگر بات صرف نشے کی ہے تو پان میں بھی نشہ ہے تمباکو میں بھی نشہ ہے اناج میں بھی نشہ ہے عورت میں بھی نشہ ہے دولت میں بھی نشہ ہے تو پھر سب نشے ترک کردو۔اب وہ بزرگ بھنگ کا گلاس پیش کرتے ہیں اور میں پی جاتا ہوں اور اسکو بے حد لذیذ پایا۔

سوچتا ہوں بھنگ کتنا ذائقہ دار شربت ہے۔خواہ مخواہ ہمارے عالموں نے اسے حرام کہہ دیا جب آنکھ کھلی تو سورج چڑھ چکا تھا،اب میرے پاؤں خودبخود مستانی کی جھونپڑی کی طرف جانے لگے۔مستانی نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور کہا رات کو

بھٹ شاہؒ والے آئے تھے اور تمہیں بھنگ پلا کر چلے گئے ۔تم نے ذائقہ تو چکھ لیا ہو گا یہی ہے شرابِ طہورا۔مستانی نے کہا بھٹ شاہ ؒ والے حکم دے گئے ہیں اس کو روزانہ ایک گلاس الائچی ڈال کر پلایا کرو۔میں سوچ رہا تھا پیوں یا نہ پیوں کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیونکہ کچھ بزرگوں کے حالات کتابوں میں پڑھے تھے کہ ان کی ولایت مسلّم تھی لیکن ان سے بظاہر کئی خلاف شریعت کام سرزد ہوئے جیسا کہ سمن سرکار کا بھنگ پینا،لال شاہ ؒ کا نسوار اور چرس پینا،سدا سہاگنؒ کا عورتوں سا لباس پہننا اور نماز نہ پڑھنا امیر کلال کا کبڈی کھیلنا،سعید خزری کا کُتوں کے ساتھ شکار کرنا،خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا،قلندر پاک ؒ کا نماز نہ پڑھنا۔داڑھی چھوٹی اور مونچھیں بڑی رکھنا۔حتیٰ کہ رقص کرنا رابعہ بصری کا طوائفہ بن کر بیٹھ جانا۔شاہ عبدالعزیزؒ کے زمانے میں ایک ولیہ کا ننگے تن گھومنا لیکن سخی سلطان باھُوؒ نے فرمایا تھا کہ بامرتبہ تصدیق اور نقالیہ زندیق ہیں ۔مجھے بھی ماسوائے باطن کے ظاہر میں کچھ بھی تصدیق کا ثبوت نہ تھا خیال آتا کہ کہیں پی کر زندیق نہ ہو جاؤں ۔پھر خیال آتا کہ اگر بامرتبہ ہوا تو اس لذیز نعمت سے محروم رہوں گا۔آخر یہی فیصلہ کیا،تھوڑا سا چکھ لیتے ہیں اگر رات کی طرح لذیز ہوا تو واقعی ہی شراباً طہورا ہی ہوگا۔

آج مستانی میرے اقرار پر بہت خوش ہے اس نے بھنگ میں پستہ بادام اور الائچی بھی ڈالی ہے۔گلاس میں برف بھی پڑی ہوئی ہے گلاس ہاتھوں میں لیتا ہوں ہاتھ کانپتے ہیں اور اوپر کو نہیں اٹھتے ہمت کر کے منہ تک لے آتا ہوں۔دیکھتا ہوں چھپکلی نما کیڑے شربت میں نیچے اوپر ہو رہے ہیں میں نے گھبرا کر گلاس رکھ دیا اور اٹھ کر چپ چاپ چلا گیا۔مستانی میری اس حرکت سے سخت ناراض ہے کئی دن تک مجھ سے بات نہیں کری اور میں نے بھی جھونپڑی میں جانا چھوڑ دیا محرم کی نو تاریخ ہے۔مستانی نے مجھے بلایا اور حضرت امام حسینؓ کی یاد میں گلے سے لگا کر رونا شروع کر دیا۔اتنا روتی ہے جیسے اس جیسا غم خوار دنیا میں کوئی نہ ہوگا اور ان کی یاد میں میرے بھی آنسو بہنا شروع ہو گئے۔اس واقعہ کے بعد میں اور مستانی پہلے سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔وہ ہر بات پر بھائی بھائی کہہ کر پکارتی اور کبھی سر کو دبا بھی دیتی۔اب وہ بالکل بھنگ کے لئے مجبور نہیں کرتی بلکہ میری موجودگی میں خود بھی بھنگ نہیں پیتی۔کبھی کبھی اس کی آنکھوں میں عجیب سی مستی چھا جاتی۔پھر مختلف اداؤں سے باتیں کرتی،سیاہ چہرے کو آٹے سے سفید کرتی۔لڑکیوں کی طرح اتراتی جبکہ اس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی،کبھی میرے ہاتھ کو پکڑ کر سینے سے لگاتی اور کبھی ناچنا شروع ہو جاتی اور میں اس کی عادت سمجھ کر نظر انداز کر دیتا۔

میں ساری رات چلہ گاہ میں ذکر وفکر میں گزارتا اور ایک کپ قہوے کے لالچ میں مستانی کی جھونپڑی میں چلا آتا۔ایک دن میں نے محسوس کیا کہ قہوہ کا ذائقہ بدلا ہوا ہے مستانی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہنے لگی چائے کی پتی صحیح نہیں ہے۔دوسرے گھونٹ

پر عجیب سی بو محسوس ہوئی اور میں نے قہوہ چھوڑ دیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ قہوہ سے بھنگ کی بو آ رہی ہے۔اس بو کو میں کئی دفعہ مستانی کی جھونپڑی میں محسوس کر چکا تھا اور اب قہوہ بھی پینا پلانا بند ہو گیا۔ دوسرے تیسرے دن جھونپڑی میں جاتا اگر میرے سامنے قہوہ بنتا تو پی لیتا۔ مجھے اور مستانی کو ایک جگہ رہتے تین سال سے زائد عرصہ ہو چکا تھا۔ہم دونوں ایک دوسرے سے مانوس ہو گئے تھے اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ اگر میں جھونپڑی میں نہ جاتا تو زبردستی ساتھ لے جاتی اور کھانے کی چیز مجھے دیتی اور میں بڑی احتیاط اور دیکھ بھال سے کھا لیتا۔ گونگے کے واقعہ کے بعد گردونواح کے لوگ کافی تعداد میں میرے پاس آنا شروع ہو گئے کسی کو پانی دم کر کے دیتا کسی کو آیت الکرسی لکھ دیتا اب میں نے سوچا کہ رجوعات خلق میں پھنس گیا۔ بہتر ہے کہ خلق سے نکلوں اور ایسی جگہ جاؤں جہاں کوئی بھی نہ ہو۔صرف پانی ہو اور کچھ درخت ہوں جن کے پتوں سے پیٹ کو بہلا سکوں اور میں نے بلوچستان میں شاہ نورانیؒ کے مزار پر جانے کا ارادہ کر لیا۔ مستانی کو اپنے پروگرام سے آگاہ کیا۔ دوسرے دن مستانی نے کہا مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ بھٹ شاہ چلی جا۔ مستانی نے گلے میں تسبیحاں لٹکائیں۔ ہاتھوں میں کشکول لیا کاندھوں پر ریلی اور کمر میں گودڑی سجائی اور پیدل سفر کو تیار ہو گئی جاتے وقت مجھے مصافحہ کیا پھر گلے سے لگایا رو رو کر کہنے لگی ہم لوگ بدنصیب ہیں۔ہم بھی امت رسول ہیں لیکن شیطان کے قبضہ میں ہیں اور شیطان کی طرف سے تم جیسے لوگوں کو بہکانے کے لئے ہماری ڈیوٹیاں لگتی ہیں۔ مجھے کشف بھی شیطان ہی کی طرف سے ہے اور میں تمہارے جیسے کئی طالبوں کو مختلف طریقوں سے گمراہ کر چکی ہوں۔تم پہلے شخص ہو جو میرے مکر سے بچ گئے۔ میرے لئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ نیک راہ پر چلنے کی توفیق دے کیونکہ عنقریب تمہاری ڈیوٹی دنیا میں لگنے والی ہے۔ بس اس ٹوٹی پھوٹی اور تجربہ کار محرم کی ایک نصیحت یاد رکھنا ،عورت خواہ بیوی ہی ہو اس کو راز مت دینا۔ مولوی خواہ بیٹا ہی ہو اس سے ہوشیار رہنا اور پولیس والا خواہ گہرا دوست ہی ہو اس پر اعتبار مت کرنا اور کبھی کبھی خاص حالتوں میں ہمیں بھی یاد رکھنا۔ میں نے پوچھا تیرا گھر بار، ماں باپ یا رشتہ دار کہاں رہتے ہیں۔ کہنے لگی مجھے خبر نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ لاہور شہر میں اپنے خاندان کے ساتھ کسی جگہ رہتی تھی۔ ماں کا پیار بھی تھوڑا تھوڑا یاد ہے چھوٹی ہی عمر میں کوئی شخص مجھے اٹھا کر لے آیا اور شکار پور میں ایک طوائف کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ اس طوائف نے مجھے ماں کا پیار دیا اور مکمل نگرانی میں رکھا۔اس نے مجھے شراب بھنگ چرس سکھائی اور جب ذرا میں جوان ہوئی تو میں بھی طوائف بن گئی۔ جوانی انہیں گناہوں میں گزاری۔صدر ایوب نے کوٹھے بند کر دیئے چونکہ میں عمر رسیدہ بھی ہو گئی تھی کوئی پُرسانِ حال بھی نہ رہا گزارہ کے لئے بھیک مانگنا شروع کر دی لیکن وہ نشے جو منہ لگ چکے تھے میسر نہ آئے درباروں میں ان نشوں کی کھلی چھٹی ہے۔ محکمہ پولیس بھی فقیر سمجھ کر پوچھ گچھ نہیں

کرتی۔بس پھر فقر کا لباس پہنا۔تسبیحاں گلے میں لٹکائیں کشکول ہاتھوں میں لیا اور یا علیؑ کے نعرے مارنے شروع کر دیئے۔شاہ لطیفؒ کے دربار پر جھاڑو دینا شروع کر دیا،میرے پیشے کے کئی اور عورتیں مرد بھی وہاں موجود تھے جو کچھ زائرین سے نذرانہ ملتا کافیوں میں جاتے اور خوب آزادی سے بھنگ چرس پیتے۔ایک دن بزرگ خواب میں آئے۔پھر وہ حالت بیداری میں ملنا شروع ہو گئے جس کے متعلق وہ بات کہتے پوری ہو جاتی۔کبھی کبھی مجھے روپے پیسے کی امداد بھی کرتے اور ان ہی کے حکم کے مطابق میں لال باغ میں تمہیں بہکانے آئی تھی اتنا سمجھتی ہوں کہ وہ بزرگ نہیں ہیں بلکہ بزرگوں کے مخالف کوئی جنس ہے۔میں نے کہا اس سے چھٹکارا کیوں نہیں حاصل کر لیتی اس نے کہا میں نے اس کا مال کھایا ہے۔باطن میں میری شادی اسی سے ہو چکی ہے ۔مستانی خدا حافظ کہہ کر چلی گئی اور میں بھی ایک ہفتہ بعد سہون سے حیدر آباد اور پھر کراچی کے لئے روانہ ہوا۔شاہ نورانی کی بس کا پتہ کیا۔معلوم ہوا دو دن کے بعد جائے گی۔اسی اثنا میں روحانی حکم ہوا کہ حیدر آباد واپس چلے جاؤ اور خلق خدا کو فیض پہنچاؤ میں نے کہا اگر دنیا میں واپس کرنا ہے تو راولپنڈی بھیج دو۔وہاں بھی خلق خدا ہے اور جب دنیا میں رہنا ہے تو پھر بال بچوں سے دوری کیا۔ حکم ہوا بال بچے یہیں منگوا لینا۔جواب میں کہا ان کی معاش کے لئے نوکری کرنی پڑے گی۔جب کہ میں دنیاوی دھندوں سے الگ تھلگ رہنا چاہتا ہوں۔جواب آیا جو اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں اللہ ان کی مدد کرتا ہے اور اللہ انہیں وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جس کا انہیں گمان بھی نہیں ہوتا۔

جام شورو میں ٹیکسٹ بک بورڈ کے عقب میں جھونپڑی ڈال کر بیٹھ گئے اور ذکر قلبی اور آسیب وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔وہ لوگ جو سہون سے واقفیت رکھتے تھے آنا جانا شروع ہو گئے اور میری ضروریات کا وسیلہ بن گئے۔اب یہاں بھی لوگوں کا تانتا بندھا رہتا سیکورٹی پولیس پیچھے لگ گئی اور چھپ چھپ کر حرکات کا جائزہ لیتی حتیٰ کہ ایک کیمرہ بھی قریبی درخت پر فٹ ہو گیا ۔یونیورسٹی اور میڈیکل کے طلبا آتے۔ذکر و فکر کی باتیں سنتے۔ان کو بھی ذکر کا شوق پیدا ہوا پرنسپل کو پتہ چلا جو دوسرے عقائد کا تھا ان کو سختی سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئے اور ایک دن پرنسپل نے چوکیداروں کو حکم دیا یا جھونپڑی اکھاڑ دو یا استعفٰی دے دو۔صبح کے وقت کچھ چوکیدار میرے پاس آئے اور کہا ہمیں جھونپڑی اکھاڑنے کا حکم ملا ہے۔ہم نے کوئی مداخلت نہ کری اور جھونپڑی اکھاڑ کر سامان دور پھینک دیا۔

اب حیدر آباد سرے گھاٹ میں رہنے لگا۔یہاں بھی لوگ آنا شروع ہو گئے۔لوگ بڑی عقیدت سے ملتے۔سوچا کیوں نہ اس سے دین کا کام لیا جائے۔سب سے پہلے عمر رسیدہ بزرگوں سے ذکر قلب کی باتیں کریں۔انہوں نے تسلیم کیا اور خوب

تعریف بھی کری لیکن عمل کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوا۔ پھر سوچا علمائے دین سے مدد لی جائے کئی عالموں سے ملا۔ یہ لوگ ظاہر ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک ولایت بھی علم ظاہر ہی میں تھی بلکہ اکثر عالم عامل قسم کے مولوی پیر فقیر بنے بیٹھے تھے۔ بہت کم عالموں نے علم باطن پر صرف گردن ہلائی اکثر مخالفت پر اتر آئے۔ پھر ان عابدوں زاہدوں سے بیزار ہو کر نوجوانوں کی طرف رخ کیا چونکہ ان کے قلب ابھی محفوظ تھے دلوں نے دل کی بات تسلیم کی اور انہوں نے عملاً لبیک کہا اور پھر وہ نسخہ روحانیت بازاروں میں بکنا شروع ہو گیا پھر وہ نکتہ اسم ذات گلیوں محلوں اور مسجدوں میں گونجا پھر لوگوں کے قلبوں میں گونجا۔ جب اس کے خریدار زیادہ ہو گئے تو نظام سنبھالنے کے لئے انجمن سرفروشان اسلام پاکستان کی بنیاد رکھی گئی اور پھر اس انجمن نے تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں قلبوں کو لرزا، ہزاروں کو گرما اور ہزاروں کو چمکا دیا۔

اللہ تعالیٰ اس انجمن کو مزید ترقی دے اور اس کے کارکنوں کو اس کا دگنا صلہ دے۔ (آمین)

لطیف آباد میں ایک دن ایک مریض کو لایا گیا جس کو دورے پڑتے تھے اور جس کے متعلق مشہور تھا کہ غوث پاک کی روح مبارک اس کے جسم میں داخل ہوتی ہے لوگ اس سے کافی عقیدت رکھتے ہیں جب میں نے آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی تو اس کا چہرہ سرخ اور آنکھیں بڑی بڑی ہو گئیں۔ کہنے لگا پہچانو میں کون ہوں۔ میں نے کہا خود ہی بتا دو۔ کہنے لگا میں غوث پاک ہوں ۔ کشف کے ذریعہ پتہ چلا کہ یہ ایک شیطان جن ہے جو غوث پاک بن کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتا رہتا ہے۔ اس قسم کے کئی مریض آئے۔ جن میں بہتات عورتوں کی تھی۔ لطیف آباد نمبر 11 سے ایک بیس بائیس سالہ نوجوان لایا گیا، اس کی زبان میں یہی الفاظ تھے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ گناہ گارو آؤ اپنے گناہ بخشوالو۔ وہ لڑکا کسی وظیفہ سے رجعت میں آ گیا تھا۔ ایسے واقعات تو بہت ہیں لیکن ان کے بتانے کا مقصد یہی ہے کہ ہزاروں لوگ اس قسم کے دھوکوں میں مبتلا ہیں۔ ان دھوکوں سے بچنے کا واحد ذریعہ ذکر اسم ذات ہے۔

یونیورسٹی سے ایک مریضہ کو لایا گیا۔ بیماری کی وجہ سے زندگی سے بیزار ہو چکی تھی ہر قسم کے علاج سے کوئی افاقہ نہ ہو رہا تھا کشف کے ذریعہ پتہ چلا کہ جنات نے اس کو مریضہ بنا رکھا ہے اس کے باورچی کھانے میں ایک اُلوّ بیٹھا نظر آیا ہم نے اُلوّ کو پکڑا اور ختم کر دیا۔ شام کو بے شمار جنات حملہ آور ہوئے اور اُلوّ کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے۔ ہمارے ساتھ بھی کافی سارے جنات اور موئکلات تھے۔ مقابلہ شروع ہو گیا۔ کچھ ہمارا نقصان اور کچھ ان کا نقصان ہوا۔ وہ جاتے وقت کہہ گئے ہم پھر آئیں گئے۔ صبح لاکھوں کی تعداد میں جنات بدارواح اور خبیث قسم کی چیزیں حملہ آور ہوئیں۔ خوب مقابلہ ہوا دونوں طرف سے بھاری

نقصان ہوا اور پھر وہ شام چھ بجے حملہ کرنے کو کہہ گئے۔شام کو ان کے ساتھ ایک بھاری فوج تھی پتہ چلا کہ یہ فوج ابلیس ہے۔اب بڑے زور وشور سے مقابلہ ہوا۔دیکھا آسمان پر عجیب قسم کے جہاز ہماری فوج پر بمباری کر رہے تھے ہماری فوج بھی مورچوں سے ان پر بمباری کر رہی تھی۔میں نے سوچا کہ جنات کے پاس جہاز کہاں سے آگئے اور یہ آناً فاناً مورچے کیسے کھد گئے اور یہ مشین گنیں وغیرہ کہاں سے آگئیں۔سمجھا شاید اسی دوران ہندوستان پاکستان کی یا عالمی جنگ چھڑ گئی ہے پھر سمجھا کہ شاید نظر کو دھوکہ ہوگیا ہے۔اتنے میں ایک گولہ میری ٹانگ پر لگا زخم وغیرہ تو نہ ہوا البتہ ٹانگ میں شدید درد شروع ہوگیا۔اب وہ گولے موکلات کی مخلوق پر لگتے وہ زخمی ہوجاتے۔زخمیوں کو کچھ موکلات اٹھا کر برزخ کی طرف لے جاتے اور پھر وہ تھوڑی دیر کے بعد تندرست ہوکر آجاتے، میں نے دیکھا میرے جسّے بھی زخمی ہوئے اور انہیں اٹھا کر ایک زمین دوز کمرے میں لے جاتے وہاں باقاعدہ عربی لباس پہنے نرسیں اور ڈاکٹر موجود ہوتے جو ان کی مرہم پٹی کرتے اور جنّات کو گولہ لگتا تو وہ موقع پر ہی مر جاتے۔دوبارہ زندہ نہ ہوسکتے تین دن یہ لڑائی جاری رہی اور آخر بغیر جیت ہار کے ختم ہوگئی۔لڑائی کے بعد پتہ چلا کہ یہ لڑائی ابلیس کا اور تمہارا مقابلہ ہے جتنا جلد ہوسکے عمل تکسیر پڑھ لو اور آج رات ہی عمل تکسیر پڑھنے کا ارادہ کرلیا۔رات کو جنگل میں گیا قبر مبارک کا نقشہ بنایا اور اپنے چاروں طرف حصار کرلیا اور حصار سے لے کر حدِ نظر تک جنّات اور موٴکلات پھیل گئے اور میرے سر پر بھی نگرانی کرنے لگے اذان کے بعد جب سورہ مزمّل پڑھنے لگا تو ایک اونٹ حصار کے اندر سے ہی زمین سے نکلا اس کی گردن بہت لمبی اور منہ بہت چوڑا تھا آہستہ آہستہ میرے سر کی طرف لپکا اور میرا سر گردن تک اس کے منہ میں آگیا۔باقاعدہ اس کے دانت مجھے اپنے گلے میں چبھتے ہوئے محسوس ہوئے اور میں موت سے بے نیاز سورۃ مزمّل پڑھتا رہا۔وہ دانت دبانے کی کوشش کرتا لیکن دانتوں کی صرف رگڑ ہی گردن پر محسوس ہوتی۔جب سورۃ مزمّل ختم ہوئی تو ایسے لگا جیسے کسی نے اسے کوڑا مارا ہوا اور وہ چیختا ہوا بھاگا۔اس کی چیخ سے جنّات اور موئکلات ہوشیار ہوئے لیکن وہ کسی کو بھی نظر نہ آیا پتہ چلا کہ ابلیس اس عمل کی رکاوٹ کے لئے آیا تھا جو کامیاب نہ ہوسکا اب میری ہمت بڑھی اور باطنی طور پر جنّات اور موئکلات کو ساتھ لیا اور اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔پہاڑوں میں بڑے بڑے محل اور قلعے نظر آئے۔وہاں کے پہرہ داروں سے مقابلہ ہوتا اکثر بھاگ جاتے لیکن ابلیس کہیں نہ ملتا۔ایک دفعہ اس تک ایک قلعے میں پہنچ گئے لیکن وہ طوطا بن کر اڑ گیا۔ہم نے بھی اس کا تعاقب نہ چھوڑا۔تین دن سے بھوکے پیاسے تھے یہی دھن تھی کہ ابلیس کو پکڑ کر مارا جائے تاکہ ہر کسی کا چھٹکارا ہوجائے صحرا میں بیٹھا کوئی تدبیر سوچ رہا تھا۔دیکھا کچھ بزرگ گھوڑوں پر سوار میری طرف آئے۔کہنے لگے ادھر کیا ڈھونڈتا ہے۔میں نے کہا ابلیس کو پکڑ کر ختم کرنے کا ارادہ ہے وہ بہت ہنسے اور کہنے لگے

ارے نادان تو کس چکر میں لگ گیا اگر اس کا مرنا ہوتا تو کیا ہم چھوڑ دیتے۔ بات میری سمجھ میں بھی آئی۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور واپس جھونپڑی میں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے جنّوں کے ذریعے عمل تکسیر پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی رسالہ روحی شریف اور دُعائے سیفی کا وظیفہ شروع کر دیا عمل تکسیر کا فائدہ یہ دیکھا کہ ہر دربار والے بزرگ نے ہماری مناسب امداد کری بلکہ ہمارا کوئی بھی شخص کسی دربار پر جاتا اہل قبر اس کی مدد کرتے اور اس عمل کی وجہ سے کشف القبور کا سلسلہ پھیلا۔

رسالہ روحی شریف کا یہ فائدہ دیکھا کہ مصیبت کے وقت ہفت سلطانوں کی ارواح مدد کو پہنچتیں۔ دوسرا فائدہ یہ دیکھا کہ اگر کوئی آسیب دم وغیرہ سے نہ بھاگتا اگر اس پر رسالہ روحی پڑھا جاتا تو ضرور ہی ہٹ جاتا۔ تیسرا فائدہ رسالہ روحی کے پڑھنے والوں کو رجعت کا خطرہ نہیں ہے۔ ایک رات لیٹا ہوا تھا ان چناؤ والے تیرہ آدمیوں میں سے ایک آدمی میرے سامنے آ گیا۔ اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا ایسا لگا کہ میرے اندر سے کوئی چیز کھینچ رہا ہے۔ میں نے چھوڑانے کی کوشش کی لیکن اپنے آپ کو بے بس پایا اتنے میں ایک تلوار اس کے ہاتھ کی طرف بڑھی اور اس نے فوراً ہاتھ ہٹالیا اور کمرے سے نکل گیا۔ یہ تلوار دُعائے سیفی کا عمل تھا جو میری مدد کو پہنچا۔ میں نے ان تینوں عملوں پر کئی بار مختلف طریقوں سے تجربہ کیا جو کامیاب ہوا اور پھر ان تین عملوں کی اجازت اپنے ذاکروں کو دی تاکہ وہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

لطیف آباد میں رہتے ہوئے تین سال ہو گئے۔ ایک دفعہ بیوی نے کچھ زیادہ ہی ستایا اور میں نے پھر جنگل کی راہ لی۔ لال باغ پہنچا تو دیکھا کہ باغ کے باہر بہت بڑی دیوار بن گئی ہے۔ سامنے بڑا گیٹ ہے۔ جو مقفّل ہے۔ میں کوشش کے باوجود باغ میں داخل نہ ہو سکا۔ واپس ہوا اور سڑک والے ہوٹل کے ملازمین سے پوچھا کہ یہ دیوار کب سے بنی ہے۔ انہوں نے کہا کوئی دیوار وغیرہ نہیں ہے۔ ایک نے کہا میں ابھی ابھی باغ سے ہو کر آیا ہوں۔ میں سمجھ گیا داخلے کی اجازت نہیں ہے ہوٹل والے واقف تھے انہوں نے ہوٹل میں ہی بستر الگا دیا اور میں سو گیا خواب میں دیکھا ہر قسم کے کھانے اور ہر قسم کے پھل ایک جگہ ڈھیر لگے ہوئے ہیں کوئی صدا دے رہا ہے۔

تیرا جنگل کا چلہ شہر داری میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ نعمتیں تیرے نصیبے میں لکھی جا چکی ہیں اب تیرا عروج عبادت سے نہیں بلکہ خدمت خلق سے ہے اب دنیا میں رہ کر اسم ذات کو پھیلانا ہے۔ بیوی سے گزارا کر کہ یہ بھی صبر کا اعلیٰ مقام ہے اگر تاب نہیں تو بیشک طلاق دے۔

اس دن کے بعد میری بیوی کے مزاج میں تبدیلی ہو گئی اور اس قسم کے پھل اور کھانے لوگ پکا پکا کر کھلانے میں مصروف ہو

گئے اور آج تک یہی سلسلہ جاری ہے۔

آج لطیف آباد میں پھر مستانی کا خیال آیا، اور چاہا کہ اس کو اپنے پاس رکھ لوں تا کہ اسے بھی راہِ راست مل جائے۔ پھر خیال ہوا۔ایسا نہ ہو میری بیوی کو بھی موالن بن دے اور خیال ترک کر دیا لیکن تھوڑے دنوں کے بعد پھر اس کی یاد ستائی کہ اس نے بھی کچھ دن خدمت کی ہے اسے بھی کچھ نہ کچھ صلہ ملنا چاہیے سہون شریف، بھٹ شاہؒ، جیئے شاہ نورانیؒ سب جگہ اس کا پتہ کیا مگر اس کا کہیں بھی سراغ نہ ملا کیونکہ میں حلیہ سے اس کا پتہ کرتا کچھ اسے مستانی اور کچھ لاہوتن کے نام سے پکارتے تھے۔

ایک دن لال باغ سے سہون کو جا رہا تھا خلیفہ کے گھر کے سامنے چبوترے پر ایک چھوٹا سا مزار ہے۔ جب وہاں سے گزرا تو صاحب مزار نظر آئے اور اپنی طرف بلایا۔ میں ان کی قبر کے پاس پہنچا اور فاتحہ پڑھی۔ سامنے ایک شخص جھاڑو دے رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ چرس کے کش لگا رہا تھا اب وہ میرے بالکل قریب آ گیا اور میں دھوئیں میں گھر گیا۔ صاحب مزار سے پوچھا ایسے لوگوں کو بھگاتے کیوں نہیں۔ کہنے لگے یہ موالی اور فاسق لوگ ہیں۔ ہم خود ان سے بیزار ہیں لیکن یہ صرف اس وجہ سے برداشت کیئے ہوئے ہیں کہ اگر ہم نے انہیں دھتکار دیا تو یہ لوگ شہروں میں جا بسیں گے اور مخلوق خدا کو نقصان پہنچائیں گے اب میں ان کا راز لینے کے لئے ان کے قریب ہو گیا جہاں دو چار ملنگ بیٹھے نظر آتے بیٹھ جاتا وہ مجھے بھی اپنا ہی سمجھتے اور نشے میں ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتاتے معلوم ہوا کہ کوئی مفرور چور کوئی مفرور ڈاکو اور زیادہ تر سابقہ طوائفوں کے دلال تھے۔

ایک دفعہ ذکر سے مستی کا عالم بڑھا اور پھر وہ سکر و جذب میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا۔ ہر وقت اللہ ھُو کے ذکر اور تصور میں ڈوبا رہتا سخت دھوپ میں پہاڑوں پر اِدھر اُدھر دوڑتا رہتا۔ نمازوں میں کوتاہی ہونا شروع ہو گئی داڑھی مونچھ سر اور بغلوں کے بال وغیرہ بہت بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ وہ روز کا نہانا بھی جاتا رہا۔ جسم سے بدبو محسوس ہونے لگی۔ بغیر وضو کے منہ دھونا بھی مصیبت بن گیا۔ وضو بھی دن میں ایک ہی دفعہ ہوتا منہ اور داڑھی پر خاک جمی رہتی اسی حالت میں چشموں پہ بیٹھا خلاء کو گھور رہا تھا کہ چند بزرگ تشریف لائے میں تعظیماً اٹھا ایک بزرگ نے بتایا کہ یہ پیران پیر ہیں اور میں ان کے قدموں میں لپٹ گیا انہوں نے شفقت سے کمر پر ہاتھ پھیرا اور کہا اس وقت جنّات اور تجھ میں کچھ فرق نہیں کیا تو نے نہیں سنا کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ اب تیرا جسم مکروہ ہو چکا ہے یاد رکھ

ناپاک جسم سے نماز پڑھنا گناہ ہے
مکروہ جسم سے نماز پڑھنا تباہی ہے

صاف ستھرے جسم سے نماز پڑھنا نصف ایمان ہے اور جب باطن صاف ہو جائے تو نماز پڑھنا پورا ایمان ہے یعنی وہ حقیقت نماز مل جاتی ہے جو مومن کی معراج ہے اب درود شریف کثرت سے پڑھ۔ اس وقت تک پڑھ جب تک حالتِ جذب ختم نہ ہو اور پھر میں نے درود شریف کے وسیلے سے سکر پے آغاز سے ہی قابو پالیا۔

ایک دفعہ جئے شاہ نورانیؒ جانے کا اتفاق ہوا لاہوت کی پہاڑیوں میں ایک غار ہے جہاں پتھر کی اونٹنی کے نشان بنے ہوئے ہیں غار کے اردگرد میلوں تک کوئی آبادی نہیں ہے بڑی بڑی خوف ناک پہاڑیاں ہیں جہاں شیر اور چیتے گھومتے دیکھے گئے ۔ایک جواں سال شخص غار کے پاس تنہائی میں رہتا ہے اس نے غار کا راستہ دکھایا اور مغرب کا کھانا بھی کھلایا یعنی تقریباً ڈیڑھ انچ موٹی روٹی کے ٹکڑے پیش کیئے۔ مغرب اور عشاء کی نماز ساتھ پڑھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ بھی کوئی تارکِ دنیا ہے۔

اتنے میں اس نے سگریٹ سلگایا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی اور مجھے اس سے نفرت ہونے لگی رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی یہ شخص ان ہزاروں عابدوں، زاہدوں، اور عالموں سے بہتر ہے جو ہر نشے سے پرہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن بخل، حسد اور تکبر ان کا شعار ہے۔

یہ شخص جس سے تو نے نفرت کری۔ اللہ کے دوستوں سے ہے عشق اس کا شعار ہے اور یہ نشہ اس کی عادت ہے جبکہ عشق بدعت کو جلاتا ہے۔

نظرِ رحمت گناہوں کو جلاتی ہے۔

اور تکبر و بخل عبادت کو جلاتا ہے۔

بس پھر یہی سمجھا کہ

خدا ہے عقل و فہم سے دور
سمجھ جائے جس کو بندہ وہ خدا کیا

ایک دن میں نے اپنی آپ بیتی کا بغور مطالعہ کیا اور پھر شریعت کی رو سے دیکھا۔ ایک واقع ہے کہ غوث پاکؒ کے زمانے میں ایک شخص بہت عبادت کرتا لوگ آپؒ سے پوچھتے کہ اسے کچھ مل گیا ہوگا۔ آپؒ فرماتے کچھ بھی نہیں۔ آخر ایک شخص کو تشویش ہوئی اور اس نے چوری چھپے اس عابد کی نگرانی شروع کر دی وہ عابد اپنی جگہ سے اٹھا ایک جھاڑی کے پیچھے گیا۔ جہاں افیون رکھی ہوئی تھی اس نے اس میں سے کچھ کھائی یعنی نشہ کیا اس شخص نے سارا واقعہ غوث پاکؒ کو سنایا آپ نے فرمایا کہ نشہ کرنے والے کی

عبادت قبول نہیں ہوتی۔

دوسرا واقعہ اس کے برعکس ہے کہ حضور پاک ﷺ کے زمانے میں ایک مسلمان شراب نوشی کے الزام میں پکڑا گیا۔ کوڑے لگائے گئے دوبارہ پھر اسی الزام میں کوڑے لگائے گئے۔ سہ بار جب اسی جرم میں لایا گیا تو صحابہؓ نے کہا کہ اس آدمی پر لعنت ہو۔ جو بار بار اسی جرم میں آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت مت کرو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور محبت رکھنے والا کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا پہلا شخص بھی نشہ باز تھا جس کی عبادت رائیگاں گئی۔ دوسرا شخص بھی نشہ باز تھا جو جنت کا حقدار ہوا۔ پہلے شخص میں ابھی محبت پیدا نہیں ہوئی تھی لیکن دوسرے شخص کے دل میں محبت تھی کیونکہ وہ دیدارِ رسول ﷺ میں تھا معلوم ہوا اگر کوئی محبت و عشق کی منزل پالے تو اس کی بدعتوں کا کفارہ ہوتا رہتا ہے اور یہ منزل بغیر نظر اور قلب کے حاصل نہیں ہوتی۔

بہت سے اولیاء بھی مرتبہ کے بعد خلافِ شرع کاموں کا شکار ہوئے جیسے مظفر آباد میں سہیلی سرکارؒ۔ نہ نماز پڑھتے، نہ داڑھی رکھتے وفات کے بعد مولویوں نے کہا کہ یہ بے دین تھا اس وجہ سے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے لیکن جب منہ سے کپڑا اٹھایا تو ریش موجود تھی مری میں لال شاہؒ ننگے بیٹھے رہتے۔ نسوار کا نشہ کرتے رہتے اور نماز بھی نہ پڑھتے۔ لیکن جو کلام منہ سے نکالتے پورا ہو جاتا۔ سدا سہاگن بھی عورتوں جیسا سرخ لباس اور چوڑیاں پہنتے۔ سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی جسم عشقِ الٰہی سے نور ہو جاتا ہے، اگر حرام کا لقمہ بھی کھالے تو نور کی گرمی اس نجاست کو حلال بنا دیتی ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے تو ایسے نہیں کیا نبی حالت صحو میں رہتے ہیں کیونکہ ان سے دین کی تکمیل ہوتی ہے۔ ولی سکر اور جذب میں بھی آتے ہیں اگر ان میں کوئی خلافِ شریعت بات پیدا ہو جائے تو دین کا نہ کچھ بدلتا ہے اور نہ کچھ بگڑتا ہے لیکن نبی ﷺ میں کوئی خلافِ شرع بات پیدا ہو جاتی تو وہ سنت بن جاتی اور دین میں خرابی کا باعث بنتی۔ امیر کلالؒ بچپن سے ہی کبڈی کھیلا کرتے تھے ولایت کے بعد بھی آپ کبڈی کا شوق فرماتے لیکن ان کے وصال کے ان کے خلیفوں نے ایسا نہیں کیا۔

اگر حضور پاک ﷺ کبڈی کھیلتے۔ آج امت اس کو بھی سنت بنا لیتی یہی وجہ ہے کہ نبوت سکر و جذب اور گناہ و بدعت سے مبرّا اور معصوم ہے لیکن ولایت مبرّا نہیں۔ اگر کوئی ولی ظاہر و باطن میں مقام بکمالیت تک پہنچ جائے تو وہ بھی مبرّا ہو جاتا ہے اور اسی کے لئے حدیث ہے۔

'' میرے عالم بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہوں گے ''

روحانی سفر کے معترضین کے سوالوں کے جوابات

نوٹ: مینارہ نور، تریاق قلب کے علاوہ روحانی سفر کی بھی کچھ انتشار پسند اور حاسد قسم کے علماء نے بیجا مخالفت کی صحیح الفاظ کے غلط معنی نکال کر اشتہاری پروپیگنڈہ کے ذریعے مشن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اس لئے عوام کی تسلی کے لئے ان کے اعتراضات کے جواب دیئے جارہے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کتاب ''روحانی سفر'' میں زیادہ تر خواب مکاشفات اور الہامات ہیں۔ جو ابتداء میں دوران سلوک وارد ہوئے کسی بھی مکاشفے یا الہام کو حق الیقین نہیں کہا گیا بلکہ مصنف سمیت ہر شخص کی اپنی رائے ہے کہ کون سا درست ہے اور کون سا استدراج ہوگا۔ خواب، مکاشفے الہامات اگر غیر اخلاقی بھی ہوں تو وہ شریعت کی زد میں نہیں آتے۔

روحانی سفر صفحہ نمبر 33 پر اعتراض ہوا یہ کہ اس شخص نے حضرت رابعہ بصریؒ کو طوائفہ کہا ہے۔

جواب: حضرت رابعہ بصریؒ کا واقعہ کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ آپ کے والدین نے ایک قافلے والوں کو حضرت رابعہ بصریؒ کو فروخت کر دیا اور اس قافلہ والوں نے آپ کو ایک طوائفہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ طوائفہ نے آپ کو ایک کوٹھے میں بٹھا دیا ایک دن طوائفہ نے یہ محسوس کیا کہ جو شخص ایک مرتبہ انکے پاس آتا ہے دوبارہ ان کے پاس کیوں نہیں آتا۔ جب ایک شخص کمرے میں گیا کمرہ بند ہوا تو طوائفہ نے دروازے کے سوراخ سے دیکھا کہ وہ شخص جب حضرت رابعہ بصریؒ کے سامنے گیا نظروں سے نظریں ملیں اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور بے اختیار اللہ اللہ زبان سے شروع ہوگیا۔ آپؒ نے اسے فرمایا جا تجھے اللہ سے واصل کر دیا ہے اب اس کے عشق میں تڑپتے رہنا اور آئیندہ کبھی بھی ادھر کا خیال نہ کرنا۔ جب یہ ماجرا طوائفہ نے دیکھا تو اس دل بھی لرزنے لگا اور وہ آپ کے قدموں میں گر گئی اور معافی کی درخواستگار ہوئی کہ مجھے تیری عظمت کا پتہ نہ تھا۔ آج سے تم آزاد ہو۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے کہا کاش تو میرا راز نہ جانتی یہاں جو بھی آتا فقیر بن کے جاتا اب تک میں چار سو فقیر بنا چکی ہوں۔

مجدد الف ثانیؒ نے صاحب فتوحات مکیہ کے حوالے سے اپنے مکتوبات شریف (حصہ پنجم ص 730، 731) میں لکھا ہے۔ کہ شیطان لعین آنحضرت ﷺ کی اس صورت خاصہ کے ساتھ جو مدینہ منورہ میں مدفون ہے ممثل نہیں ہوسکتا۔ اس خاص صورت کے سوا اور جس صورت میں حضور ﷺ کو دیکھیں ممثل ہوسکتا ہے۔

مجدد صاحب فرماتے ہیں! میں کہتا ہوں کہ اس صورت سے احکام کا اخذ کرنا اور مرضی کا معلوم کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دشمن لعین درمیان آ گیا ہو اور خلاف واقع کو واقع کی صورت میں ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والے کو شک وشبہ میں ڈال دیا ہو

اور اپنی عبارات واشارات کو اس صورت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی عبارات واشارات کر دکھایا ہو۔

(از ''مکتوبات شریف'' شائع شدہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

نوٹ:

''روحانی سفر'' میں مستانی والا واقعہ قابل اعتراض ہے بے شک ہم سے آغاز میں اتفاقاً اور ناسمجھی میں شریعت کے خلاف کئی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ وہ صرف اتفاق ہی تھا نہ کہ ہمارا معمول اور عقیدہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے کچھ توفیق اور سمجھ دی تھی ہم نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی، توبہ کی تھی، اور بخشش کی دعائیں مانگی تھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج مورخہ 26 اکتوبر 1991ء شب 11 بجے گاڑی کھاتہ حیدرآباد میں علماء اہلسنّت حضرت مولانا مفتی احمد میاں برکاتی، حضرت مولانا قاری عبدالرشید نوری، اور انجمن سرفروشان اسلام کے مرکزی صدر جناب محمد عارف میمن صاحب، جناب وصی محمد قریشی مرکزی ناظم اعلیٰ کے مابین مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب، مرکزی کنوینئر "پاکستان سنی اتحاد" کی موجودگی میں "روحانی سفر" مینارہ نور اور "روشناس" کی بعض عبارات پر گفتگو ہوئی باہمی مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ مندرجہ ذیل عبارات کو بایں تفصیل تبدیل کر دیا جائیگا۔

نمبر 1۔ "وہ ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں مبتلا تھے" روحانی سفر ص 36 اس عبارت کو یوں لکھا جائے گا۔......

"انکی ولایت مسلم تھی، لیکن ان سے بظاہر کئی خلاف شریعت کام نظر آتے ہیں"

نمبر 2۔ کچھ مسلمان شیخ صنعان اور کچھ مرزا غلام احمد کو "نبی" مانتے ہیں۔ روشناس ص 10 اس عبارت یوں لکھا جائے گا۔

کچھ انسان شیخ صنعان اور کچھ مرزا غلام احمد کو "نبی" مانتے ہیں۔

نمبر 3۔ یا اس کلمہ میں ردوبدل کیا، وہ سخت گمراہی میں پڑ گئے روشناس ص 10 اس عبارت کو یوں لکھا جائے گا۔......

"یا اس کلمہ میں ردوبدل کی وہ کافر ہوگئے"

نمبر 4۔ مرزائیت اور کچھ وہابیت کا اثر ہوگیا۔ روشناس ص 6 اس عبارت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے گا۔......

"مرزائیت اور کچھ وہابیت کا اثر ہوگیا تھا الحمد للہ یہ اثرات زائل ہو چکے ہیں"۔

نمبر 5 نفس نے اکسایا...... چونکہ اب نفس کی شرارت ختم ہو چکی تھی اس لئے آپ کے منہ سے نکلا شکر ہے کہ میری اولاد میں سے کوئی تو ہوگا جو اس مرتبہ پر فائز ہوگا۔" روشناس ص 9

اس ساری عبادت کو حذف کر دیا جائے گا......

نمبر 6۔ "اور تھوک سے...... آپ کے نفس کو تقویت پہنچانا شروع کی۔" روشناس ص 8

اس عبادت کو حذف کر دیا جائے گا......

نمبر 7۔ "جس طرح وضو کے بغیر...... خواہ سجدوں سے کمر کیوں نہ ٹیڑھی کر لیں۔" روشناس ص 6

اس عبارت کو عبادت کو حذف کر کے مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کیے جائیں گے۔ "اس طرح نماز کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے"

نمبر 8۔ ''ایک دن جب آدم علیہ السلام......ابلیس نے کہا کہ اب یہیں رہ میرا یہی مطلب تھا۔'' مینارہ نور ص 7-8

اس ساری عبادت کو حذف کر دیا جائے گا......

یہ بھی طے پایا کہ:

1۔ اگر کسی صاحب کو مزید کسی عبارت میں شبہ پیدا ہو تو وہ مولانا سعید احمد اسعد صاحب فیصل آبادی سے رابطہ کریں انشاء اللہ العزیز کتاب وسنت کی روشنی میں ہی اسے حل کر دیا جائے گا۔

2۔آئندہ سے علماء اہلسنّت اور انجمن سرفروشانِ اسلام باہمی پیار ومحبت سے رہیں گے اور مسلک اہلسنّت و جماعت کا مل کر دفاع کریں گے۔